رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ایڈیٹر صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب

مضامین بنام ایڈیٹر اور باقی خط و کتابت مینیجر الفضل قادیان ضلع گورداسپور کے پتہ پر ہو

ہر بدھ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے

قیمت سالانہ پیشگی (للعہ)

جلد ۱ | ۲۵ جون ۱۹۱۳ء مطابق ۱۹ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ بروز بدھ | نمبر (۲)

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح اور اہل بیت مسیح موعود علیہ السلام بیں خدا کے فضل سے ہر طرح خیر و عافیت ہے۔ خانصاحب محمد علیخانصاحب معہ اہل بیت لاہور میں نزول فرما ہیں اس ہفتہ کا سب سے بڑا قابل ذکر مسرت خیز واقعہ عزیز عبدالحی کے نکاح کا ہے مولوی محمد سرور صاحب مستحق مبارکباد ہیں جنکی دختر نیک اختر کا صہر نہ صرف خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بلکہ علمی و عملی خوبیوں کے لحاظ سے یکتائے روزگار ہے۔ اور اس شخص سے بڑھکر اعلے کفو کون ہو سکتا ہے جسے خدا نے اپنے جری اللہ فی حلل الانبیاء مسیح کا خلیفہ مقرر فرمایا۔ ۲ مدرسہ احمدیہ کا قابل تعریف انتظام روز ترقی پر ہے۔ آجکل اسمیں ایکسو ایک طالبعلم تعلیم پاتے ہیں۔ سات جماعتیں ہیں اور ایک سپیشل کلاس ہے جسمیں داخلہ کیلئے لڑکے تیار کئے جاتے ہیں یہ تجویز ہے کہ طبابت کتابت اور ادارت و انشاء پردازی سکھانے کے لئے کچھ طلبا چن لئے جاویں۔ تاکہ قوم میں کام کرنیوالے مختلف مذاق کے نوجوان اسی مدرسہ سے نکلیں ایک قاری صاحب کی خدمات حاصل کیگئی ہیں۔ جو اسلام گڑھ گجرات کے رہنے والے ہیں وہ مدرسہ احمدیہ کے طلباء کو قرآن مجید کی تلاوت ترتیل و تجوید کے ساتھ سکھایا کرینگے +

۵۹ بورڈرز ہیں۔ انگریزی سکول اگرچہ باہر چلا گیا ہے مگر پھر بھی جگہ کی کمی ہے۔ مدرسۃ البنات بھی اسی سکول کے دو کمروں اور صحن میں دیوار کھینچکر بنایا گیا ہے۔ جو ناموزوں سا معلوم ہوتا ہے۔ ۳۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کے منتظمین کی توجہ آجکل اس طرف ہے کہ دوسرے انگریزی سکولوں سے مابہ الامتیاز رکھنے کیلئے جہاں انکی اخلاقی و دینی نگہداشت و تربیت ٹیوٹروں کے ذریعہ سے ہوتی ہے وہاں انکی مذہبی واقفیت بڑھانے کیلئے لکچروں کا ایک سلسلہ جاری کیا جائے جو نہایت دلچسپ طریقے سے مسئلہ الوہیت و نبوت و آخرت انکے ذہن نشین کرائے۔ اور مخالفین کے اعتراضات و شبہات کے جوابات سکھائے۔ یہ سب کچھ اسی طریق سے ہو جو اس زمانے میں خدا تعالے نے پسند کیا یعنی مسیح موعود اور اس کی تعلیم کے ذریعہ حافظ روشن علی صاحب کی خدمات بہت قابل قدر ہیں وہ انصار اللہ میں سے ہیں مجھے امید ہے کہ وہ محض خالصۃ لوجہ اللہ مفتی محمد صادق صاحب کی معیت میں اس کام کو بوجہ احسن کرینگے۔ اور دیگر بزرگان سلسلہ بھی اس طرف متوجہ ہونگے۔ لڑکوں کا سہ ماہی امتحان ہو رہا ہے ۴۔ درزی خانہ جو صدر انجمن کی صنعتی شاخ کی ماتحت ہے اس میں چودہ لڑکے کام سیکھتے ہیں۔ ایک سیالکوٹی ٹیلر کی خدمات انشاءاللہ بہت مفید ثابت ہونگی۔ مولوی فاضل محمد جی صاحب انکی دینیات کے اُستاد ہیں۔ جس سے علاوہ کام سیکھ جانے کے یہ لڑکے دین میں بھی اچھی دستگاہ حاصل کر لینگے۔ میں چاہتا ہوں یہ لڑکے حفظ قرآن مجید بھی شروع کر دیں انکے کام میں اس سے کوئی حرج نہیں ہو سکتا بلکہ بابرکت ہوگا۔ ۵۔ اس ہفتہ شیخ یعقوب علی صاحب مفتی محمد صادق صاحب معہ دیگر ایک دو بھائیوں کے ایک دینی مہم پر تشریف لے گئے اور خدا کے فضل سے کامیاب واپس آئے۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔ ۶۔ لنگر خانہ میں آجکل ساڑھے پانسو آدمی کا کھانا پکتا ہے۔ اس ہفتہ میں نے دیکھا ہے۔ سیالکوٹ۔ گجرات۔ پشاور۔ لاہور۔ فیروزپور۔ حیدرآباد دکن۔ شاہپور۔ مختلف مقامات ہندوستان۔ کشمیر کے قریبًا ستر آدمی موجود تھے۔ سید لعل شاہ برق مع اہل بیت اور شیخ رحمت اللہ لاہوری تشریف فرما ہیں۔ افغانستان سے بھی کچھ نئے لوگ آئے ہیں بغدادی اور مدنی اور مالاباری بھی موجود ہیں اور [illegible] اقوام من کل فج عمیق پر زندہ گواہ ہے ۷۔ سات سو دس آدمی اپنی جائداد کی وصیتیں کر چکے ہیں مگر ابھی ہمارے بہت احباب باقی ہیں جنکی توجہ اس طرف ہونی چاہیئے۔ زندگی کا کچھ اعتبار نہیں اور آخرت میں وہی کام آئے گا جو دنیا میں کر چکے +

مقبرہ بہشتی میں ۸۰ قبریں اس وقت تک ہو چکی ہیں۔ اور اس کا نصف حصہ قریب الاختتام ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اپنی مراد کو پہنچ گئے + مہاجر احمد نور وعظ کے لئے قادیان سے باہر ہیں +

باہتمام میرزا عبدالغفور بیگ ضیاء الاسلام پریس قادیان میں صاحبزادہ میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پروپرائیٹر و پرنٹر و پبلشر کے حکم سے [illegible] +

مختلف خبریں

جنگ بلقان ۱۷۔ جون۔ دول یورپ نے سرویا اور بلغاریہ کو اطلاع دی ہے کہ وہ صلح کے ساتھ فیصلہ کرانے کو تیار ہیں اور چاہیے کہ اتحادی اپنی فوجیں برخواست کر دیں۔ سرویہ نے جواب دیا کہ اس نے پہلے ہی بلغاریہ کو ایسا لکھا ہے۔ شاہ روس کے پیغام کے جواب میں شاہ سرویہ نے لکھا ہے کہ وادی درواد کو سرویہ کے قبضہ میں رہنے دیا جائے ورنہ انکی حالت بہت خراب ہو جائیگی۔ سرویہ کی ایک صدی کی قربانیوں کا خیال رکھا جائے۔ شاہ بلغاریہ نے سب الزام سرویہ پر لگایا ہے۔ بلغاریہ ثالثی روس کو منظور کرتی ہے۔ لیکن اسکے ملک میں سرویہ کے مظالم پر جو شور ہو رہا ہے اس کا وہ مقابلہ نہیں کر سکتا شاہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ روس جانتا ہے کہ مقدونیہ پر بلغاریہ کا بڑا ناحق ہے بلقانی وزراء کے سالونیکی میں ملاقی ہونے کی تجویز ہے۔ مستعفی وزراء کی جگہ بلغاریہ کی وزارت ڈاکٹر ڈینیف نے قائم کر لی ہے جو وزیر اعظم اور وزیر خارجہ ہونگے۔ شاہ روس نے اتحادی وزراء کو سینٹ پیٹرزبرگ طلب کیا ہے ✤ ۱۹ جون۔ باوجود سرویہ اور بلغاریہ کے روس کی ثالثی کو قبول کر لینگے سرویہ اور بلغاریہ کے تعلقات کشیدہ ہیں۔ دونوں ممالک کے اخبارات ایک دوسرے کے خلاف لکھ رہے ہیں یونان سرویہ کے ساتھ ہے۔ زار روس کے بیچ میں دخل دینے پر اخبار اسٹریا بہت ناراض ہیں۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ روس بلقانی ریاستوں پر اپنا حق جما لے آسٹریا کی حکومت نے بھی اس بات کو برا منایا ہے ✤ ۲۰ جون سینٹ پیٹرزبرگ وزراء کا بھیجنا سرویہ یونان اور مانٹینیگرو نے قبول کر لیا ہے۔ سرویہ کی وزیر اعظم کا استعفے منظور ہوا۔ بلغاریہ نے سرویہ کی تجویز کے مطابق چوتھائی فوج کا سرحد سے واپس بلانا منظور کر لیا ہے بشرطیکہ روس کے فیصلہ تک مقدونیہ پر بلغاریہ اور سرویہ کی مساوی فوج قابض رہے شوکت پاشا کے قتل کی تحقیقات میں ایک عظیم سازش کا پتہ لگا ہے طلعت بے۔ جمال بے۔ عظمی بے لیڈران اتحاد ترقی کے قتل کی بھی سازش تھی۔ تیس آدمی اس کام پر مقرر تھے جو گرفتار ہو گئے ہیں۔ مخالفین اتحاد و ترقی چار سو پچیس کی تعداد میں گرفتار کر کے سینوپ کو جلاوطن کئے گئے ہیں۔ کامل پاشا کے تین بیٹے اور ایک پوتا پارس کو بھاگ گئے ہیں۔ بلغاریہ میں سخت زلزلہ آیا ہسپتال۔ گرجا۔ مدارس تباہ ہو گئے۔ سینکڑوں قتل اور زخمی ہوئے ۲۱ جون بلغاریہ میں سرویہ کے رقعہ [illegible] کو رد کیا ہے لکھا ہے کہ پہلے معاہدہ کی پابندی ضروری ہے۔ اس میں سرویہ پر بدنیتی کا الزام لگایا گیا ہے ڈاکٹر ڈینیف بلغاری وزیر اعظم اسوقت تک روس جانا نہیں چاہتا۔ جب تک سرویہ بلا شرائط روس کی ثالثی منظور نہ کرلے۔ اس لئے سربی وزیر اعظم نے بھی وہاں جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے بلغاریہ کے خلاف سختی سے اظہار مخالفت کیا جا رہا ہے۔ ۲۲ جون بلغاریہ کا جواب بنام سرویہ شائع کر دیا گیا ہے۔ ترمیم معاہدہ پر اعتراض کے علاوہ سرویہ سے برادرانہ رنگ میں روس کی ثالثی کے قبول کرنیکی درخواست ہے۔ اسٹریا کے دارالوکلا میں کاونٹ ٹسزا نے روس کے دخل دینے پر اعتراض کیا ہی اور کہا ہے کہ بلقانیوں کو آزادانہ فیصلہ کرنے دینا چاہیئے۔ گورنمنٹ قسطنطنیہ نے مخالفین کے قلع قمع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے اور بہت سے افسر و اہلکاروں کو جلاوطن کیا جا رہا ہے ✤

دیگر خبریں

۱۷۔ جون مراکو کے مقام تدلا میں سخت جنگ ہوئی۔ فرانسیسیوں کے ۵۲ ہلاک ایک سو زخمی ہوئے جنوبی افریقہ میں ہندوستانیوں کی جو دقتیں رفع کی گئی ہیں۔ اسپر وہ خوش نہیں اور رعایات کا مطالبہ جاری ہے ۱۸۔ ایران کے معزول سلطان کا بھائی سالار الدولہ سرکش ہو رہا ہے اسکے مقابلہ کے لئے چار سو کچاس [?] ایران کا سک زیر کمان روسی افسران بھیجے گئے ہیں۔ **بروک لنڈ** میں ہوا باز گورڈن بیل ہوائی جہاز سے گر کر زخمی ہوا اور اسکے ساتھ لفٹنٹ کینڈی ہلاک ہو گیا جرمن میں ہوا باز مینیو ایکہزار فٹ کی بلندی سے گر کر ہلاک ہو گیا۔ **آئرلینڈ** میں ہوم رول کے متعلق سر ایڈورڈ کارسن اور مسٹر ریڈمنڈ میں کشمکش جاری ہے دونوں ایک دوسرے کے خلاف تقریریں کرتے ہیں۔ **کرنل ایسٹر** جو ٹائیٹنگ جہاز میں غرق ہوئے تھے ۶ کروڑ روپیہ چھوڑ گئے ہیں۔ ۱۹ جون مراکو کی جنگ طبطوان میں آخر کار ہسپانوی عربوں پر غالب آئے طرفین کے بالترتیب ۳۵۔ اور ۳۰۰ سو ہلاک ہوئے۔ **لارڈ کریو** نے گورنمنٹ ہند کے قوانین کا یکجا جمع کرنا منظور کیا ہے **مسٹر چارلس** میکارا نے کانگرس چنیہ میں بیان کیا کہ روئی کی بہت مانگ ہے اور امید ظاہر کی ہے کہ ہندوستانی روئی کے ساتھ لاکھ گٹھڑ اضرورت کو پورا کر دیں گے یہ بھی تجویز کی کہ دنیا بھر کی روئی کی پیدائش کے نقشہ تیار کئے جانے چاہئیں۔ ۲۰۔ جون کینیڈا میں ہندوستانیوں نے اسکے خلاف جلسہ کر کے گورنمنٹ کو توجہ دلائی ہے۔ **ایک ہوا باز** مولنیس پیرس سے سینٹ پیٹرزبرگ تک اڑ کر پہنچا۔ **انگریزی** جنگی جہاز میگ نیفینٹ ساحل انگلستان پر ایک چٹان پر چڑھ گیا تھا۔ تیرا لیا گیا ہے ✤

۲۱۔ جون۔ مصر کی مجلس عام موقوف کر دی گئی ہے اور قانونی کونسل تعداد ممبران اور اختیارات میں اضافہ کیا گیا ہے ممبران کونسل کا انتخاب عوام کرینگے ✤

پارلیمنٹ میں مسٹر کیو نے بیان کیا کہ بعض وزراء نے مارکونی کمپنی کے حصہ خریدے تھے۔ یہ ناجائز تھا۔ کیونکہ وہ سرکاری کاموں کے ٹھیکے لیتی تھی۔ اس لئے انکے خلاف اظہار ناراضگی کیا جاوے وزراء متعلقہ نے جواب دیا کہ ان سے غلطی ہوئی ہے۔ انکو معلوم نہ تھا کہ وہ کمپنی سرکاری کام کے ٹھیکوں سے کچھ تعلق رکھتی ہے۔ سخت مباحثہ کے بعد فیصلہ ہوا کہ وزراء اپنی غلط فہمی کا اقرار کرتے ہیں۔ ان پر کسی ناجائز حرکت کا الزام نہیں ہے ✤

تبت کے متعلق چین و انگلستان میں معاہدہ کرنے کے لئے چین نے وان چن کو مقرر کیا ہے ✤

ہندوستان کی خبریں

شملہ میں گوسپند گراں ہونیکی وجہ سے گوشت کی سخت قلت ہے ✤

لاہور میں ایک کالج تجارت اور اکاؤنٹنسی کی تعلیم کیلئے کھولا گیا ہے ✤

ہندو مسلمانوں میں صلح کرانے والی یونیٹ کمیٹی کے ایک پبلک جلسہ میں آل انڈیا یونائیٹڈ لیگ اور ہندو مسلمانوں کی متعلقہ تمدنی مجلس کے جاری ہونے کا اعلان کیا گیا ✤

ڈاکٹر سر پرتول چندر جی صاحب کی صدارت میں لاہور میں ایک جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں میاں شاہدین صاحب کے مستقل جج بنائے جانے پر خوشی کا اظہار اور گورنمنٹ کا شکریہ ادا کیا گیا ✤

کاٹھیاوار کی ریاست پالنپور [?] میں طوفان آیا۔ ۵۰۰ آدمی غرق ہو گئے۔ جن میں سے ستر طلباء بورڈنگ اور پچیس بدھوا آشرم کی بیوائیں تھیں ✤

کھلنا کے قریب ست کھیڑا کے ایک گاؤں میں ایک ہندو کے ہاں ڈاکہ پڑا۔ ست کھیڑا کے سب ڈویژنل افسر نے ایک سپاہی بھیجکر ڈاکوؤں کا رستہ رکوا دیا۔ اور اس طرح انکی کوششوں سے تمام ڈاکو مع مال گرفتار ہو گئے ✤

بیوہ بیگم نظام حیدر آباد دکن بیمار ہیں ✤

سابق گورنر بمبئی سر کلارک کو شہنشاہ معظم نے بیرن کا خطاب دیا ✤

کلکتہ میں اسقدر بارش ہوئی کہ گلیوں میں کمر کمر پانی بھر گیا ✤

دارجیلنگ کی ڈاک گاڑی جونہ بھٹی کے قریب سڑک سے اتر گئی کئی لوگ گاڑیوں سے کود پڑے بعض کو چوٹیں آئیں لیکن جلدی ہی ٹھہرا لی گئی ✤

مہاراجہ ٹراونکور نے اپنے وزیر اعظم کی لڑکی کو تین ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ دیکر تعلیم کے لئے ولایت بھیجا ہے ✤

غریب مسلمانان بمبئی کا طبی مشن ۲۰ جون کو قسطنطنیہ سے واپس ہندوستان ہوگا ✤

محمد حسین نامی مشہور ڈاکو کو گولڑہ کے قریب گرفتار کر لیا گیا ہے اسکے دو بھائی پھانسی پا چکے ہیں۔ اور تیسرے کے نام وارنٹ جاری ہیں ✤

برادرم خواجہ کمال الدین صاحب کا لیکچر جسمیں اسلام و مسیحیت میں عورتوں کے حقوق پر بحث ہے لاہور میں ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب نے پڑھکر سنایا ✤

جنوبی ہند میں سخت قحط ہے۔ اطالوی کونٹ ڈی فلپی اوایل ماہ اگست میں ہندوستان پہنچکر میجر وڈ کے ساتھ کوہ ہمالہ کی تحقیقات کیلئے جائینگے

امتحان ایل ایل بی پنجاب کے امیدواران نے شکایت کی ہے کہ بعض

الفضل قادیان

۲۵ - جون ۱۹۱۳ء

گورنمنٹ اور حجاج

پچھلے ہفتہ ہم نے لکھا تھا - کہ حجاج کی موجودہ تکالیف کو دور کرنے کے لئے گورنمنٹ نے بعض تجاویز پر عملدرآمد کرنیکا ارادہ ظاہر کیا ہے اور اس کے خلاف و موافق ہندوستان کے مختلف گوشوں سے آواز اٹھائی جارہی ہے اور یہہ بھی لکھا تھا کہ انشاءاللہ آئندہ ہفتہ سے ہم اسکے متعلق مفصل بحث کرینگے - کیونکہ حج کا مسئلہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں بلکہ ارکانِ اسلام میں سے ہے - اور اگر جیسا کہ ان تجاویز کے مخالفین کہتے ہیں - ان تجاویز پر عملدرآمد سے حجاج کو خواہ مخواہ کی تکلیف کے علاوہ حج میں رکاوٹ ہو گی - تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے - کہ اسکے خلاف آواز اٹھائے - اور ادب کیساتھ گورنمنٹ کو توجہ دلائے - کہ اس طرح ہماری مذہبی آزادی میں دست اندازی ہوتی ہے لیکن اگر وہ تجاویز مفید ہیں - تو انکی تائید کرنا بھی مسلمانوں کے فرائض منصبی میں داخل ہے - جس میں کوتاہی کرکے وہ اپنے بھائیوں کی سب تکالیف کے خود ذمہ دار ہونگے اس میں کچھ شک نہیں - کہ اسوقت حاجیوں کو بہت سی تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے - اور انکے دور کرنیکے لئے کچھ نہ کچھ ضرور کیا جانا چاہیئے اگر گورنمنٹ کی پیش کردہ تجاویز درست نہیں ہیں - تو کوئی اور بہتر تجویز گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کیجائے - جس پر آسانی سے عمل کیا جاسکے - اور جس سے حجاج کی تکالیف دور ہونے کے علاوہ مذہبی آزادی میں بھی خلل نہ آئے

پیشتر اسکے کہ کوئی نئی تجویز پیش کیجائے ہم وہ تجاویز نقل کرتے ہیں کہ جو گورنمنٹ نے شائع کی ہیں - یہ تجاویز اصل میں گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے پیش ہیں - اور گورنمنٹ بمبئی نے ابھی انہیں منظور تو نہیں کیا - بلکہ پہلے مسلمانوں کی رائے طلب کرنا ضروری سمجھا ہے - اور اس بات کے لئے ایک سال کا موقعہ دیدیا ہے - اور جو تجاویز بھی منظور ہوں انکی نسبت فیصلہ کیا ہے کہ ۱۹۱۴ء سے انہیں جاری کیا جائے - تجاویز حسب ذیل ہیں

۱ - آئندہ سے حاجیوں کو جدّہ لیجانے کے لئے ایک ہی جہاز ران کمپنی کو ٹھیکہ دیا جائے اور کسی کمپنی کو حاجی سوار کرنیکی اجازت نہ ہوگی

۲ - اسکے بدلہ میں اس جہاز ران کمپنی سے ایک شرح کرایہ مقرر کروائی جائے - جس سے زیادہ وصول کرنیکی اُسے اجازت نہ ہوگی

۳ - آئندہ سے ہر حاجی کو لازماً واپسی ٹکٹ دیا جائے

۴ - حاجی کے فوت ہونے یا وہیں مقیم ہوجانے یا کسی اور راستہ سے سفر کرنیکے باعث جب وہ واپسی ٹکٹ سے فائدہ نہ اٹھا سکے تو اسے کچھ رقم کرایہ میں سے واپس کیجائے

۵ - ہر ضلع میں حج کمیٹیاں مقرر ہوں جو حجاج کی تکالیف کو دور کرنیکے لئے چندہ جمع کریں اور ضرورت کیوقت حاجیوں کی مدد کریں انکا رسوخ بڑھانیکے لئے پاسپورٹ دینے کا کام انکے سپرد کیا جائے - اور چونکہ وہ کمیٹیاں مقامی حالات سے واقف ہونگی انکو یہ کام بھی سپرد کیا جائے کہ نادار اور مفلس عازمان کو حج سے رکنے کی صلاح دیں - اور بصورت دیگر مشکلات سفر سے آگاہ کریں - ایسی کمیٹیوں میں ایک سرکاری افسر بھی شامل کیا جائے یا صدر بنایا جائے

ان تجاویز کے ماتحت مختلف جہاز ران کمپنیوں سے پوچھا گیا تھا - لیکن صرف بمبئی پرشیہ سٹیم نیوی گیشن کمپنی نے مندرجہ ذیل شرائط پر اجارہ لینا منظور کیا

۱ - پہلے دو سال کے لئے واپسی ٹکٹوں کی شرح کرایہ حسب ذیل ہوگی -

چھبیس ستمبر سے دس اکتوبر تک ایک سو ساٹھ روپیہ ۲۷ اگست سے ۲۵ ستمبر تک ایکسو چالیس روپیہ یکم اگست سے ۲۶ اگست تک ۱۲۰ روپیہ یکم اگست سے پیشتر ایک سو روپیہ

۲ قرنطینیہ کی فیس جو ہمیشہ بدلتی رہتی ہے - اور اسوقت چھ روپیہ ہے اس میں شامل نہ ہو گی - بلکہ مسافر کو دینی پڑیگی

۳ - جو مسافر مرجائے اور اسکی وفات کی تصدیق کونسل جدہ کردے - تو اسکے غیر مستعمل واپسی ٹکٹ کا کرایہ بشرح ۵۰ فیصدی کمپنی مذکور کمشنر پولیس بمبئی کو اسکے ورثاء کو پہنچانیکے لئے دیدیگی

گورنمنٹ آف انڈیا نے ان شرائط پر یہ اعتراض کیا ہے کہ شرح کرایہ موجودہ کرایہ سے کم نہیں ہے - حالانکہ اسوقت متعدد کمپنیوں کے مقابلہ کیوجہ سے بعض دفعہ کرایہ بھی کم ہو جاتا ہے - پس اگر گورنمنٹ کو معلوم ہوا کہ یہ شرح کرایہ بہت زیادہ ہے تو اسکی بجائے کوئی اور تجویز سوچی جائیگی - اور یہ بھی لکھا ہے کہ کسی مناسب سمجھوتہ کے طے ہو جانیکی صورت میں گورنمنٹ اس کمپنی کو مالی امداد بھی دے سکتی ہے -

ان نئے قواعد کی اصل غرض یہ بتائی گئی ہے کہ غریب و نادار حاجی حج کو چلے تو جاتے ہیں لیکن واپسی کے وقت انہیں سخت تکالیف ہوتی ہیں - اور بہت سے حاجی اپنی ناداری کیوجہ سے جدہ یا ینبوع میں مہینوں پڑے رہتے ہیں - اور گورنمنٹ کو اپنے خرچ سے یا مسلمان رؤسا کی امداد سے انہیں واپس لانا پڑتا ہے - چنانچہ برٹش کونسل جدہ کے بار بار اسطرف متوجہ کرنے پر یہ تجاویز اختیار کرنی پڑتی ہیں

اس سے پہلے انیس سو چھ میں یہی تجویز ہوئی تھی - لیکن مسلمانوں کی مخالفت کیوجہ سے اور اس عذر کی وجہ سے کہ اکثر حاجی وہیں رہجاتے ہیں یا افغانستان کے راستہ واپس آتے ہیں وہ تجویز رہ گئی (نہ معلوم یہ اعتراض کس نے کیا تھا کہ بہت سے حاجی خشکی کے راستہ آتے ہیں حالانکہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت ہی تھوڑی اور دو چار سو سے زیادہ نہیں ہوتی کیونکہ وہ راستہ بحری راستہ کی نسبت بہت زیادہ تکلیف دہ ہے ایڈیٹر)

ان تجاویز پر یہ اعتراض کئے گئے ہیں کہ اس سے ایک تو عام طور سے مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوگا کہ گورنمنٹ حج میں رکاوٹیں پیدا کرنی چاہتی ہے دوسرے ایک ہی کمپنی کو اجارہ دینے سے حجاج کی سختیاں بہت بڑھ جائینگی - تیسرے حجاج واپسی ٹکٹ کو اس لمبے سفر میں سنبھال نہ سکینگے - چوتھے دلال موقوف ہو جائینگے اور ان سے حاجیوں کو بہت فائدہ ہے پانچویں مختلف کمپنیوں کے مقابلہ کیوجہ سے کرایہ میں تخفیف ہو جاتی ہے ایک کمپنی کو ٹھیکہ دینے سے یہ صورت نہ رہیگی - چھٹے جو کرایہ واپس دینے کا کمپنی مذکور نے منظور کیا ہے وہ بہت کم ہے ساتویں جو حاجی فوت ہوگیا - اسکی شہادت کون کونسل کے سامنے دیگا - جس پر وہ اسکی وفات کی تصدیق کرے اسلئے روپیہ کمپنی کے خزانہ میں ہی جائیگا

(اللہ تعالےٰ نے چاہا تو اگلے ہفتہ گورنمنٹ کی تجاویز اور ان پر اعتراضات کا موازنہ کرکے جو مناسب تجاویز ہمارے خیال میں ہیں - پیش کیجائینگی - ایڈیٹر)

مشرق ومغرب

سوامی ودیکانند کی کتاب مشرق ومغرب میں سے اڈیٹن ریویو نے کچھ نوٹ شائع کئے ہیں حسب ذیل فقرات دلچسپ ہیں۔ سوامی ودیکانند (بنگالی) مسیحیت اور اسلام کا مقابلہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"کیا مسیحی گروہ کا لٹریچر قانون دیوانی یا فوجداری علوم مفیدہ اور تجارتی اصول کی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک ایسا شخص جو موجودہ سائنسوں کا کماحقہ علم رکھتا ہو۔ ایک عیسائی بن سکے۔ انجیل میں علوم اور سائنسونکی کسی رنگ میں بھی تعریف نہیں کی گئی۔ لیکن مشکل سے ہی کوئی سائنس یا علم کی شاخ ایسی ہوگی۔ جس کی قرآن یا احادیث محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں ترغیب نہ دیگئی ہو جہاں کہیں اسلام گیا ہے۔ وہاں اس نے اصل باشندوں کی حفاظت کی ہے وہاں وہ قومیں آباد ہیں انکی زبانیں اور قومیت ابتک قائم ہے۔ مسیحیت ایسا نمونہ کہاں دکھا سکتی ہے۔ آج سپین کے عرب اور امریکہ کے اصلی باشندے کہاں ہیں . . . . . اگر آج بھی مسیحیت کو یورپ میں وہی پہلا سا دخل ہوتا تو موجودہ عالمان سائنس پیسٹور کاخ مجلس انکوزیشن (یادریونکی ایک مجلس تھی) انکے لئے آگ جلاتی اور ڈارون اور اسکے ہمخیالونکو جلادیتی" واقعی جب سے یورپ نے عملاً مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے۔ اسکی حکومت نہایت پر امن و انصاف ہوگئی ہے

لاینال عھدی الظلمین

اسلامی حکومتوں کے لئے کسکا دل نہیں کڑھتا۔ ان کی مشکلات پر کون ہے جو افسوس نہ کرتا ہو مگر یہ مشکلات آئیں کہاں سے خدا نے انہیں کیوں چھوڑ دیا۔ مسلمانوں کی مدد کا جو عہد تھا اسے کیوں بھلا دیا۔ خدا نہ ظالم ہے۔ نہ وہ کسی بات کو بھول سکتا ہے۔ وہ نقصوں سے پاک ہے پھر اس ذلت ونکبت کے کیا معنے ہوئے ہ اسے کاش غور کرو اور سمجھ سے کام لو۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لا ینال عھدی الظلمین۔ میرا عہد ظالموں کو نہیں پہنچتا۔ کیا اس سے معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسلمانوں نے عدل و انصاف کو چھوڑ دیا ہے تبھی اس قعر مذلت میں گر گئے ہیں۔ ابھی چند دن کی بات ہے۔ کہ مراکو وحشت کا گھر تھا فرانس کے تصرف میں آئے اسے ایک دو سال ہی گزرے ہیں۔ کہ اب چاروں طرف ریلیں بن رہی ہیں پل تیار ہو رہے ہیں۔ تجارت فروغ پر ہے۔ طرابلس میں ابھی جنگ جاری ہے مگر جس علاقہ پر اطالین کا قبضہ ہے۔ وہ تجارتی علمی انتظامی ترقی میں دن بدن آگے قدم بڑھ رہا ہے۔ مصر بھی حکومت عثمانیہ کا ایک صوبہ ہے۔ لیکن اس میں اور دیگر صوبوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ مصر کا انتظام انگریزوں کے ہاتھ میں ہے مگر افسوس ہے ان نظائر کے ہوتے ہوئے مسلمان اپنے نفوس کی اصلاح نہیں کرتے یورپ پر حملہ کرتے ہیں۔ کہ اس نے ہمیں ترقی کا موقعہ نہیں دیا۔ ان سادہ لوحوں سے کوئی پوچھے کہ تم تو سب دنیا پر حکمران تھے تمنے یورپ کو ایسا بڑھنے ہی کیوں دیا۔ کہ آج وہ تمہارے سر آتا اگر تم منافق نہ بنتے۔ اگر دین سے غافل نہ ہوتے۔ اگر کاہل و سُست نہ بنتے اگر عیش وعشرت میں نہ ڈوبتے اگر تفرقہ سے کام نہ لیتے اگر خدا کی مخلوق سے انصاف کرتے تو آج یورپ کی تلوار تمہاری گردنوں پر نہ ہوتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ از ماست کہ بر ماست

رؤف بے

موجودہ جنگ بلقان میں اگر ترکی بیڑہ میں سے کسی جہاز نے کوئی مفید کام کیا ہے تو وہ حمیدیہ ہے۔ جس کے حملوں نے دشمن کو خوب نقصان پہنچایا ہے۔ اس جہاز کا کپتان رؤف بے ہے جس کی شہرت تمام یورپ میں پھیل گئی ہے اسکی عمر صرف بتیس (۳۲) برس کی ہے استنبول کے پاس سلیمانیہ میں پیدا ہؤا۔ ابھی بچہ ہی تھا کہ طرابلس چلا گیا۔ بعد ازیں اسی بحری کالج میں داخل کیا گیا۔ جہاں سے نکلکر اول جہاز عبد الحمید اور بعد ازاں عبد المجید پر مقرر کیا گیا۔ اور پھر جہاز بیک شوکت کا کپتان مقرر ہؤا۔ سپین کی بغاوت کے مٹانے میں ۱۹۱۱ء میں اسنے بہت مدد دی۔ اور موجودہ جہاز حمیدیہ کا کپتان مقرر کیا گیا۔ اور یمن کی بغاوت مٹانیکے لئے عزت پاشا کے ہمراہ گیا۔ ہمارے موجودہ بادشاہ کی تاجپوشی پر لنڈن میں اسنے خوب تعریف حاصل کی جنگ طرابلس میں اسنے کمال بہادری سے باوجود اطالویوں کے زبردست بیڑہ کی موجودگی کے عربوں کو ہتھیار اور گولہ بارود پہنچا دیا۔ اسکا باپ مہر مظفر پاشا مجلس اعلی کا ممبر تھا وہ ترکی کے علاوہ عربی انگریزی۔ فرانسیسی اطالین بولیں اچھی طرح جانتا ہے۔

اطالویوں کی بہادری

طرابلس کے مقام الطنجی پر پچھلے دنوں عربوں اور اطالویوں کے درمیان ایک سخت معرکہ ہؤا تھا۔ جس میں اطالین کو شکست ہوئی۔ اب اسکی مفصل رپورٹ موصول ہونے پر معلوم ہؤا۔ کہ اطالین اپنی لائنوں سے چند میل آگے بڑھکر پہلے تو عربوں کے مورچوں پر قابض ہو گئے۔ لیکن دوپہر کے وقت آرام کر رہے تھے کہ یک لخت عربوں نے عقب سے حملہ کیا۔ اطالین فوج کی تعداد تین ہزار کے قریب تھی گو بہت دیر تک مقابلہ کیا لیکن عربوں کا مقابلہ نہ کرسکے اور بے سروپا بھاگے۔ بموجب اطالوی بیان کے ان کے سات افسر مقتول اور ۲۹ مجروح ہوئے اور ۷۷ سپاہی مقتول اور ۲۰۵ مجروح ہوئے۔ اطالوی یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ عربوں کے پانچسو مارے گئے۔ معلوم ہوتا ہے۔ اطالین جرنیل نے باوجود شکست اور ناکامی کے اپنی سپاہ کو حکمدیا ہوگا۔ کہ پہلے عربوں کی صفوں میں گھس کر عرب مقتولوں کی تعداد شماری کرے اور بعد میں جدھر سینگ سمائے بھاگ جاے واقعی میں اطالین بہادری کی داد دینی چاہیئے کہ باوجود شکست کھانیکے اسوقت تک میدان سے نہ ہٹے کہ جبتک فاتح عربوں کے مردونکو نہ گن لیا

شکری پاشا کی ایک چٹھی

شکری پاشا وہ بہادر جرنیل ہے۔ جس نے نہایت بہادری کیساتھ مہینوں تک اتحادیوں کی دو لاکھ فوج کا مقابلہ کیا اور باوجود قلعوں کی کمزوری کے ایڈریانوپل دشمن کو اس وقت تک سپرد نہ کیا۔ جب تک قلعہ کھنڈرات کا ڈھیر نہ بن گیا ہمعصر وطن اس بہادر کی نسبت ایک دلچسپ واقعہ لکھتا ہے جرمن کی ایک نمائش میں مشاہیر عالم کی تخطی تحریریں رکھنے کی تجویز تھی۔ غازی شکری پاشا سے بھی درخواست کی گئی انہوں نے فرانسیسی زبان میں یہ عبارت قلم برداشتہ لکھ دی "جنگ میں شکست اٹھانا ایک کلنگ کا ٹیکہ ہے۔ اور یہ داغ بجز فتح حاصل کرنیکے اور کسی طرح ہرگز نہیں دُہل سکتا اسلئے نئی نسل کو یہ سبق پڑھنا لازم ہے۔ وہ ہمیشہ ملک کی فکر میں رہے اور شکست کی عار کو نہ بھولے اسے وطن کے تقدس کی سچی قدر کرنی چاہیئے" اور اسکے اخیر پر دستخط کی بجائے اسیر حرب لکھا ہے

شیر کا خوف

جو ڈرتا ہے شیر سے ہی ڈرتا ہے۔ بھیڑیکری سے ڈرنیکی کسی کو

کے علاقہ جات کے بشپ نے اپنی ایک پہلی تقریر میں بیان کیا "شمال و مغرب کے ہمیں ایک دشمن سے ڈرایا جاتا ہے جو مخوف مستقل اور مضبوط ہے۔ اسلام کا سایہ ہمارے راستہ کو تاریک کر رہا ہے اسلام کی اشاعت ایک ایسا امر ہے جس سے ہمیں فیصلہ کرنا ہے وسطی اور جنوب وسطی علاقوں میں اسکی ترقی یقینی ہے۔ ایک ایسا مذہب جو بت پرستی سے ملوث ہو (چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد) اسے لوگ خوشی سے قبول کر لیتے ہیں لیکن مسیحیت کی اعلےٰ تعلیم انھیں ایک بوجھ معلوم ہوتا ہے (کیوں نہ ہو تثلیث کا لعنتی ہونا مسیح کے کفارہ سے بغیر عمل کے نجات پانا۔ سخت مشکل تعلیم ہے۔ اور ایمان کی درستی کے ساتھ نماز۔ زکوٰۃ۔ روزہ۔ حج کی ادائیگی کے ساتھ اخلاق حسنہ کا حاصل کرنا تو بالکل سہل ہے) اور جیسا کہ ہم ہر ایک شخص سے سنتے ہیں۔ جو قومیں اسلام قبول کرتی ہیں وہ مسیحیت کے قبضہ سے ہمیشہ کے لئے نکل جاتی ہیں۔ (نور کے بعد ظلمت کو کون قبول کرے) ایک مصنف لکھتا ہے شمالی اور وسطی افریقہ میں پانچ کروڑ بت پرست حبشیوں کی نسل کو اپنے مذہب میں داخل کرنے کے لئے دو مذہب دوڑ رہے ہیں لیکن اسلام آسانی سے جیت رہا ہے۔ اور ایک مسیحی کے مقابلہ میں دس مسلمان ہوتے ہیں۔ اور یقیناً چند سال میں افریقہ مسلمان ہو جائے گا۔ آمین +

گورنمنٹ مصر نے

ایک قانون بنایا ہے کہ کوئی شخص نو روپے فیصدی سے زیادہ سود کسی حالت اور کسی شکل میں بھی نہ لے سکیگا۔ خلاف ورزی کرنے والے پر ایک سو پچاس روپیہ جرمانہ ہوگا۔ اور اگر پانچ سال کے اندر پھر ایسا جرم کیا۔ تو اسے ڈیڑھ ہزار روپے جرمانہ ہوگا لیکن ہمارے خیال میں مسلمانوں کا اس قانون سے فائدہ اٹھانا بھی ایک جہالت ہے جس کے ہادی و رسول نے اسے ایک پیسہ کے بوجھ سے بھی بچایا ہو وہ نو روپے فیصدی سالانہ دے تو اس سے زیادہ کون احمق ہو سکتا ہے +

بنگال کی دلجوئی

ہمعصر زمیندار لکھتا ہے کہ دسمبر ۱۹۱۱ء سے پہلے یہ بات کسی کے وہم و گمان میں نہ تھی کہ تقسیم بنگال جیسا معرکۃ الآراء مسئلہ جسکی نسبت بار بار امر فیصل شدہ کی گردان کیجا چکی تھی۔ آن کی آن میں مسترد و منسوخ ہو جائے گا۔ لیکن لارڈ ہارڈنگ نے اپنی فراست و تدبر سے کام لے کر بہ کشش یکقلم ناممکن کو ممکن اور رات کو دن کر کے دکھا دیا۔" اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ وہ بھی ہمعصر موصوف کے الفاظ میں سن لیجئے۔ کہ "اس حکمت عملی سے لارڈ ہارڈنگ نے حضور شہنشاہ معظم کے لئے دہلی سے کلکتہ تک اس عمدگی کے ساتھ رستہ صاف کر دیا۔ کہ کسی جگہ کیل کا کھٹکا اور کانٹے کی خلش باقی نہ رہی۔ اور جب حضور ممدوح دربار دہلی سے فارغ ہو کر بنگال کی طرف تشریف لے گئے تو بنگالیوں نے بطور اظہار شکر گزاری انکی راہ میں آنکھیں بچھا دیں۔ اور بادشاہ سلامت مع الخیر والعافیت انگلستان روانہ ہو گئے +

اس اقتباس مندرجہ بالا میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ تقسیم بنگال سے بنگال میں شورش برپا تھی۔ اور اس میں کسی قسم کا رد و بدل ناممکن تھا۔ مگر خدا کے مامور نے سنہ ۱۹۰۶ء میں یہ اعلان کیا کہ "بنگالہ کی نسبت جو حکم جاری کیا گیا تھا۔ اب انکی دلجوئی کیجائے گی" اس کے مطابق یہ ناممکن ممکن ہو گیا۔ اور وہی بنگالی جو مرنے مارنے پر تلے بیٹھے تھے۔ ان کی ایسی دلجوئی ہوئی۔ کہ بطور اظہار شکر گزاری انھوں نے آنکھیں بچھا دیں۔ زمیندار کی نظر تو لارڈ ہارڈنگ کی کشش قلم تک پہنچی۔ مگر اہل نظر جانتے ہیں کہ اسکے پیچھے ایک اور طاقت کام کر رہی ہے جسے حضرت سلیمان نے شیش محل کے ذریعے دکھایا تھا۔ اور وہ طاقت وہی تھی جس نے مرزا غلام احمد صاحب کو نبی اور مسیح بنا کر بھیجا۔ اور اسے قبل از وقت اس ناممکن بات کی خبر دی جسکے امکان کے بارے میں [illegible] کوئی طاقت خبر نہ رکھتی تھی +

وقت پر ٹوٹنے والے دھاگے

جب مامور یزدانی مرسل ربانی نے فرمایا۔ کہ ترکی سلطنت کے رشتے میں بعض ایسے کچے دھاگے بھی ہیں جو وقت پر ٹوٹنے والے ہیں۔ اور اس کے وزراء سب کے سب امین نہیں۔ تو ایک طوفان بے تمیزی برپا ہو گیا۔ کہ یہ شخص خلیفۃ المسلمین اور ایک اسلامی سلطنت کی ہتک کرتا ہے۔ اسپر کفر کا فتویٰ لگانا چاہیئے۔ مگر اب تمام اخبار وہی باتیں کہتے ہیں جو خدا کے مامور نے کئی برس پہلے اس وقت کہیں جس وقت یہ واقعات منصہ ظہور میں نہیں آئے تھے +

پھر خلیفۃ المسیح نے ترکی چندے کے بارے میں ایک تقریر کی اور فرمایا۔ زخمیوں کی امداد کرو۔ مگر یہ اطمینان ہونا ضروری ہے کہ چندہ ان تک پہنچ جاتا ہے۔ اس وقت یہ رائے پسند نہیں کیگئی۔ بلکہ ہمیں ترکوں کا دشمن قرار دیا گیا۔ لیکن آخر واقعات نے یہ حقیقت بھی منوالی چنانچہ ہنٹر لاہور لکھتا ہے۔ تمام اسلامی معاصرین اسی بات کا رونا رو رہے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنے پیٹ کاٹ کاٹ کر لکھو کھہا کی تعداد میں چندے ترکی میں بھیجے لیکن خائن پاشاؤں اور وزیروں نے انھیں خود ہضم کر لیا مصیبت زدگان کی کوئی امداد نہ کی +

ہندوستان نمایاں تو ہو گیا

ڈاکٹر انصاری "ناظم الوفد الطبی من بلاد الہند" نے اپنے ایک مضمون میں سید امیر علی بانی برٹش ریڈ کریسنٹ سوسائٹی کی نسبت لکھ دیا تھا کہ یورپین مشنوں کے ڈاکٹر اپنے مریضوں کا علاج دل سے نہیں کرتے اور بے ضرورت زخمیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالتے ہیں۔ اسپر سوسائٹی مذکور نے اپنے قسطنطنیہ کے معتمد علیہ سر ایڈون پیرس کی معرفت ایک نوٹس ڈاکٹر انصاری کے نام بھجوا دیا۔ اور ایک گشتی چٹھی ہندوستان کے اخبارات میں بھی چھپوا دی۔ اخبار وطن نے بھی اس معاملہ کو اٹھایا مگر آخر دب گیا۔ اب زمیندار میں پھر یہ بحث چھیڑی گئی ہے۔ اور ڈاکٹر انصاری کی ایک طول طویل مراسلت چھپی ہے جسمیں شمار و اعداد سے یہ ثابت کرنیکی کوشش کیگئی ہے کہ واقعہ میں یورپین وفود میں سے بعض کے شفاخانہ جات میں زخمیوں کا علاج اچھی طرح نہیں کیا گیا۔ ہمارے خیال میں اس بحث میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جہاں اتنے ہزار ترک بلغاریوں کے ہاتھوں سے جنگ میں مارے گئے اور بیس ہزار بیگناہ غیر مصافی مسلمان زن و مرد نہایت بے دردی سے قتل یا ان کے اعضا قطع کئے گئے۔ وہاں دس بیس اور بھی سہی اصل مقصد جس کے لئے اتنے ہزار روپیہ خرچ کرنا پڑا۔ اور ایسے مشکلات میں پڑے وہ تو حاصل ہو گیا یعنی قسطنطنیہ میں ہندوستان نمایاں ہو گیا +

مکتی فوج کی کارگذاری

پنجاب اور صوبہ متحدہ میں جرائم پیشہ اقوام کی اصلاح کا کام اس نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ اور ابتک گیارہ نو آبادیاں اور تین صنعتی بستیاں بچوں کیلئے قائم کی جا چکی ہیں جنمیں دو ہزار تین سو ساٹھ کے قریب لوگ زیر تربیت ہیں۔ اب چار ہزار کا اور اضافہ ہونے والا ہے مدراس میں ایک ہزار آٹھ سو جرائم پیشہ اشخاص کی رہائش کا انتظام زیر غور ہے اور اس مکتی فوج کی مرکزی کمیٹی کے جدید صدر مسٹر برامول بوتھ نے ۸۰ نئے مسیحی مشنری ہندوستان میں بستیاں قائم کرنے کے لئے روانہ کئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور اپنے فرائض کو کہاں تک ادا کیا +

سیّد ادریسی کا خط

بنام امام یحییٰ حمید الدین

نوشتہ ۱۶ - ربیع الاول سنہ ۱۳۳۱ھ

گزشتہ سے پیوستہ

اور اپنے ایک مخلص دوست کو اس کی طرف روانہ کیا جب وہ انکے لشکرگاہ کے قریب پہنچا - اور اس مسئلہ پر گفتگو شروع ہوئی - تو جس ضرورت نے اسے مصالحت کے لئے مجبور کیا تھا - وہ کسی قدر رفع ہو گئی اور کچھ مال و ارزاق اسے مل گئے پھر کیا تھا جھٹ تکبر میں آ کر نہایت سختی سے جواب دیا اور کہا کہ اگر نہیں مانوگے تو یاد رکھو کہ یہ فوجیں آپ لوگوں کی خاطر تیار ہو رہی ہیں - یہ جواب سنکر ہمارا دوست شکستہ دل کے ساتھ واپس چلا آیا +

پھر باوجودیکہ ان کے مظالم ہماری نظروں کے سامنے تھے - اور اطالویوں کے ہاتھ سے جو انکی حالت ہو رہی تھی - وہ بھی ہم سے کچھ مخفی نہ تھی - تاہم ہمنے ان سے نرمی کا طریق اختیار کیا - اور ہر ایک طرح کے تعرض سے رک گئے اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا - بلکہ مفرزہ والوں کو لکھا کہ اگر تمہیں کسی قسم کی تکلیف ہو تو مدد کے لئے ہر طرح سے حاضر ہیں - اسکی پاداش میں ان کی طرف سے یہ سلوک ظہور میں آیا - کہ محمد علی پاشا منفذہ کے راستہ فوج لے کر گزرا - اگر وہ اس پر ہی قناعت کرتا اور فوج کے انتظام اور انکی ضروریات کے پورا کرنے تک معاملہ ختم ہوتا - تو بھی خیر ہی تھی - لیکن راستے میں علماء و سادات کے جو جو مکانات و محلات انکے سامنے آئے سب جلا دئیے گیا - جسکی وجہ یہ تھی کہ اسے اہل تقوےٰ و اہل دین سے سخت نفار و عداوت ہے - اور یہ بات بھی علت سے خالی نہیں - اور وہ یہ ہے کہ اسے موجودہ عزت و امتیاز اور عہدہ و مرتبہ اطنہ کے ایک ممتاز عالم کو پھانسی دینے کی وجہ سے حاصل ہوا تھا - یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب مسلمانوں اور مسیحیوں میں اس مقام پر لڑائی ہوئی تھی اور جب جازان میں پہنچا تو مجروحین کو وہاں کی جامع مسجد میں ٹھیرایا - اور اسے بیمار خانہ بنا کر نجاست سے آلودہ کیا - اور اسی وجہ سے اسمیں جمعہ کی نماز کی ادائیگی بند ہو گئی دغالباً اس کا خیال ہے کہ اسی ویترہ کی بدولت تمام شاہی تمغے

اور مراتب عالیہ اسے حاصل ہوئے ہیں) +

اور محض اسی وجہ سے اس طغیان کے مقابلہ کے لئے اور اسلامی عبادت گاہوں اور مسلمانوں کے مقامات کی حفاظت کے لئے علاقہ ابسیر کی شمالی حدود کی طرف ہم نے فوج کا دستہ روانہ کیا +

انھیں ایام میں ہمیں اپنے ان (جازانی) بھائیوں سے بھی گفتگو کا موقعہ ملا - سلسلہ میں مفرزہ کا ذکر بھی ہوا - جس میں ہم نے وضاحت سے انھیں آگاہ کیا - کہ اطالوی باب المندب سے لیکر حدیدہ تک کے تمام قلعے جنگی توپوں سے مسمار کر چکے ہیں - اور اب صرف یہی ایک قلعہ باقی ہے اور اس کی بھی یہی کیفیت ہے کہ یہاں کے مقامی اعلےٰ افسر سے ایطالویوں کو خصوصیت سے نفار ہے جس کی بنا یہ ہے کہ جب ترکوں اور اطالویوں میں ایک کشتی کے متعلق دیر تک مخالفت رہی اور آخر الامر اسی افسر کی شہادت پر فیصلہ ٹھیرا - تو دولت عثمانیہ کی طرف سے اس کو دھمکی دی گئی جس کی وجہ سے اس نے اطالویوں کے مخالف اور ترکوں کے موافق شہادت دی - سو یقینی امر ہے کہ اطالوی جب مفرزہ کا قصد کرینگے تو اسے برابر نہیں کرینگے - بلکہ اس عناد کی وجہ سے اسی شہر کو یقیناً اگر دبوچ لینگے چنانچہ قبل ازیں بھی انھوں نے اس شہر پر توپیں چلائی تھیں جو آج بیان نہیں - اور یہ امر تو کئی بار مشاہدہ میں آچکا ہے کہ یہ فوجیں بھی بالکل ویسی ہیں جیسے وہ لوگ جن پر اطالویوں کی طرف سے جب فائر ہوئے تو جھٹ دم دبا کر اپنی جگہوں کو چھوڑ کر لوگوں کے گھروں میں جا گھسے اور ان کی طرف سے ایک توپ بھی نہ چلائی گئی گویا یہ کہ استقلال سے مقابلہ کر کے دشمن کو پس پا کرتے - قریباً ایک مہینہ گزرا ہے کہ یہ لوگ قلعہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلے اس خبر کو سنکر لوگ سخت متعجب ہوئے کیونکہ اندرونی مقام کی اصلاح سے انکے عاجز و قاصر رہنے کے بعد خیال کیا جاتا تھا کہ کم از کم بیرونی حملوں اور خارجی دشمنوں کا مقابلہ کر سکینگے - مگر افسوس کہ دونوں امیدیں جھوٹی ثابت ہوئیں - اب ان لوگوں کے پاس تسخیر قلوب کی صرف ایک راہ ہے جو اخلاق حسنہ کا برتاؤ ہے - لیکن یہ اس سے بھی کوسوں دور ہیں - کاش یہ لوگ اب بھی خواب غفلت سے ہوش میں آئیں +

جب اطالویوں نے حدیدہ کا محاصرہ کر لیا - اور اس میں کچھ شک نہ رہا - کہ اب وہ قابض ہو جائینگے - تو ہمنے

قلعہ والی فوج کو مشورہ دیا - کہ اب تمہارا یہاں ٹھیرنا اسلام کے لئے اور مسلمانوں کے لئے سخت نقصان کا موجب ہے - کیونکہ جب حدیدہ پر غنیم کا قبضہ مستحکم ہو جائے گا - تو اس کے مضافات (جن میں سے یہ قلعہ بھی ہے) خواہ مخواہ اس کے ساتھ ہو جائینگے - اور یہ تو اُن کے علی اصول کی رو سے ایک ثابت شدہ بات ہے - کہ جب حدیدہ پر ان کا قبضہ ہو جائے گا - اور قابضین اس مقام کو اپنے قبضہ میں کر کے اپنے صدر مقام کے ساتھ منضم کرنے کے لئے جنگی جہازلے کر آئینگے - اور ترکوں میں سے بڑے لوگ ملک کو اپنے ہاتھوں سے ان کے سپرد کر دیں گے - تو یقیناً یہاں کے لوگ سارے کے سارے اسلام اور مسلمانوں کو پس پشت ڈال کر اور اپنے وطن کی فکر چھوڑ کر یک قلم قبضہ پانے والوں کے ساتھ ہو جائیں گے - اور فی الفور سب کچھ دشمن کے ہاتھ میں دینے میں لگ جائیں گے - خواہ اہل وطن کے ساتھ لڑائی ہی کیوں نہ کرنی پڑے - اہل وطن کے ساتھ ان کی جنگ اس طرح ہوگی کہ یہ لوگ قلعوں میں بیٹھ کر اپنے اہل وطن پر توپیں چلائیں گے اور باہر سے قبضہ پانے والے جنگی جہازوں سے فائر کرینگے - اور بالآخر یکجا ہو جائیں گے اس وقت یہ لوگ مورچہ غنیم کو دیکر اپنے ہاتھوں سے اہل وطن کو قید کرائیں گے - جیسے کہ قبل ازیں بن غازی میں ایسا ہی نمونہ دکھا چکے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے کہ جب وہاں کے سکان نے اطالویوں کے جہاز کنارہ پر دیکھے تو انکی مدافعت کے لئے اور اپنے بال بچوں اور مالوں کو دشمن سے بچا کر کسی محفوظ جگہ ٹھیرانے کے لئے اپنے ہاں کے سرکاری صدر مقام پر فی الفور گئے - اس وقت ترکوں نے انھیں روک لیا - اور اطمینان دلایا کہ ہرگز کچھ خطرہ نہیں - تم کچھ فکر نہ کرو - اس وجہ سے وہ غریب واپس اپنے گھروں میں آ گئے - رات پڑی تو فی الفور بالاتفاق اس کمشنری کی تمام فوج اطالویوں کی کھلم کھلی معاون ہو گئی +

اب بیچارے وہاں کے باشندے جائیں تو کدھر جائیں سب کی سب عورتیں اور بچے دشمن کے ہاتھ میں آ گئے (جو اب تک وہیں ہیں) صرف مرد تو اپنی جانیں بچا کر بھاگ نکلنے کا بمشکل موقعہ ملا - اب مشہور ہو گیا - یہ سب شرارت فوج کی ہے - جن کے سر برآوردہ لوگوں نے خفیہ طور پر اطالویوں سے رشوت لے کر پہلے سے یہ منصوبہ کر رکھا تھا - اسی وجہ سے پریسیڈنٹ نے استعفا دیدیا +

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

ذکر الٰہی

ایک شخص کو دوسرے سے جتنا تعلق ہو اتنا ہی وہ اس کا ذکر کرتا ہے اور اسیقدر اس کا نام اسکی زبان پر رہتا ہے۔ چنانچہ عربی کی ایک مثل ہے جس چیز سے محبت زیادہ ہوجاتی ہے اس کا ذکر بھی زیادہ ہو جاتا ہے حضرت رابعہ بصریہؓ کی مسجد میں سنا ہے کچھ لوگ آکر ٹھیرے اور انھوں نے دنیا کی برائی کرنی شروع کی۔ اور برابر ظہر سے عصر تک اسکی برائی بیان کرتے رہے۔ جب عصر کی نماز کا وقت آیا۔ تو انھوں نے بھی باقیوں کے ساتھ ملکر نماز ادا کی لیکن نماز پڑھتے ہی پھر دنیا کی برائی کرنے بیٹھ گئے۔ اسپر رابعہ بصریہؓ نے انکو بہت ڈانٹا اور کہا کہ اصل میں تمہیں دنیا سے محبت ہے۔ ورنہ اسقدر وقت اسکے ذکر میں کیوں خرچ کرتے۔ ہر ایک ذکر کی کوئی حد ہوتی ہے۔ تمہارا دنیا کی برائی میں اسقدر تو غل ثابت کرتا ہے کہ اصل میں تم اسکے شیدا ہو۔ اور چونکہ یہاں اسکی تعریف نہیں کرسکتے۔ بدی کرکے اپنے دلکو تسلی دیتے ہو۔ واقعہ میں جس چیز سے محبت ہو وہ کثرت سے یاد آتی ہے اور اسی کا ذکر زبان پر رہتا ہے۔ ایک اجنبی ہمسایہ اگر چلا جاوے۔ تو اسکے ہمسائے اسے بہت کم یاد کرتے ہیں۔ لیکن اگر دوست و آشنا ہمسایہ کہیں سفر پر جائے۔ تو اسکے ہمسایہ اسے اکثر یاد رکھتے ہیں۔ اگر کسی ماں کا بیٹا جدا ہوجائے تو اسکی یاد اسے ایکدم کیلیئے بھی نہیں بھولتی۔ اور یہ سب محبت کا نتیجہ ہے۔ اس اصل کو مد نظر رکھ کر اگر کوئی شخص مختلف مذاہب کا مقابلہ کرے تو اسے اسلام کی سچائی کا قایل ہونا پڑتا ہے کیونکہ جسقدر ذکر اللہ تعالیٰ کا اسلام نے قائم کیا ہے اور کسی مذہب نے اس کا ہزارواں حصہ بھی نہیں کیا۔ مذاہب کی سچائی کا معیار ان کے بانیوں کی سچائی پر ہے۔ ہم رسول کریم کو دیکھتے ہیں۔ کہ ہر ایک معاملہ میں خدا کا ذکر کرتے۔ اور ایک دم بھی آپ کو خدا کے ذکر کے بغیر کل نہیں پڑتی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی امت کیلیئے ہر کام میں خدا تعالےٰ کا نام لینا ضروری کردیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ جو کوئی بڑا کام کیا جائے۔ اس سے پہلے بسم اللہ پڑھی جائے ورنہ اس میں برکت نہ ہوگی۔ ایک مسلمان کا فرض ہے کہ وہ کھانے بیٹھے تو بسم اللہ پڑھے۔ اور جب کھانا کھاچکے تو الحمد للہ الذی اطعمنا و سقینا کی دعا پڑھے۔ ابھی فجر کے آثار ہی ہوتے ہیں اور سورج نکلنے نہیں پاتا کہ مسلمانوں کو نماز کا حکم ہوتا ہے پھر جب سورج ڈھلنے لگتا ہے پھر حکم ہوتا ہے جب اور زیادہ ڈھل جاتا ہے پھر حکم ہوتا ہے جب ڈوبتا ہے تب پھر حکم ہوتا ہے کہ اٹھ کر نماز پڑھو اور جب سونے کا وقت آتا ہے پھر اسے خدا کی یاد کا ارشاد ہے بچہ کے پیدا ہوتے ہی حکم ہے کہ اسکے کان میں اذان کہی جائے اور اسطرح گویا پیدایش کے ساتھ پہلا کام یہی مقرر کیا گیا ہے کہ اسکے کان میں خدا کا نام پہنچا دیا جائے۔ ساتویں سال سے نماز پڑھوانے کا حکم ہے صبح و شام تسبیح کا ارشاد ہے۔ وضو کرتے وقت بھی خدا کا نام لینا پڑتا ہے جب مسلمان اپنے بستر پر لیٹے تو اسوقت بھی خدا تعالےٰ سے اسکی حفاظت طلب کرکے لیٹے اور جب اٹھے تب بھی اس کا شکریہ ادا کرے کہ پھر اسنے زندگی بخشی۔ نکاح کے وقت بھی اللہ تعالےٰ سے استخارہ کرلو جب سفر سے واپس آؤ تو پہلے ذکر الٰہی کرو۔ پھر گھر میں داخل ہو جب قحط پڑے اسکے حضور گر جاؤ۔ جب کسوف وخسوف ہو اس کی بندگی کرو جب کوئی دکھ پہنچے اس کا ذکر کرو۔ حتی کہ جماع کے وقت بھی جب انسان دنیا کے تمام تعلقات کو ترک کر دیتا ہے اور بالکل مختلی بالطبع ہوجاتا ہے۔ اور شہوانی جوشوں میں دبا ہوا ہوتا ہے اسوقت بھی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اسے خدا کے ذکر سے غافل نہیں ہونے دیتے۔ اور حکم فرماتے ہیں کہ وہ اسوقت بھی خدا کو یاد کرے اور عرض کرے کہ اللّٰھم جنبنی الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا اے میرے خدا مجھے شیطان سے بچالے۔ اور شیطان کو میری اولاد سے علیحدہ رکھ۔

رسول کریم کا اس قدر خدا تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ اور اپنی امت کو ہر ایک کام میں خدا تعالیٰ ہی کی طرف متوجہ کرنا اکیا؟ اس محبت کو ثابت نہیں کرتا۔ جو آپ کے دل میں اللہ تعالےٰ سے تھی۔ ایک یوروپین مصنف لکھتا ہے کہ نعوذ باللہ آنحضرت (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالےٰ کا جنون تھا کہ جو کام کرتے اسمیں خدا کا نام لیتے۔ جو بات ہوتی اسمیں اس کا ذکر فرماتے؟ یہ ذکر اور یاد الٰہی ثابت کرتی ہے کہ ایک محبت کا دریا تھا۔ جو آپ کے دلمیں امڈا ہوا تھا۔ اور آپ کے ہر ذرہ ذرہ میں اللہ تعالےٰ کا عشق سرایت کئے ہوئے تھا حتی کہ دنیا میں کوئی چیز آپ کو نظر نہ آتی کہ جس میں خدا کی شان نہ دیکھتے ہوں زمین و آسمان سورج و چاند اور ستارے پہاڑ و دریا میدان و جنگل ویرانے اور آبادیاں ہر جگہ خدا کا جلوہ آپ کو نظر آتا۔ اور ایک دم اس سے جدائی آپ پسند نہ فرماتے۔ اور جز خدا کے ذکر کے کوئی ذکر آپکو پسند نہ آتا۔ اور نہ آپ یہ پسند فرماتے تھے کہ آپکی امت اس عشق سے علیحدہ ہو۔ اس لیئے آپنے ہر ایک کام میں مسلمانوں کو ذکر الٰہی کیطرف متوجہ کیا۔ بلکہ پابند کردیا۔ کیا ایسا ذکر۔ کیا ایسا پیار۔ کیا ایسی محبت کسی اور نبی نے بھی دکھائی ہے۔ کیا خدا کا نام اس طرح کسی اور مذہب میں لیا جاتا ہے۔ اگر نہیں لیا جاتا تو کیا یہ ثابت نہیں ہوتا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خدا کی محبت میں سب انبیاء علیہم السلام سے بڑھے ہوئے تھے۔ اور اسلام اسبات میں سب مذاہب پر فضیلت رکھتا ہے۔ جب یہ بات ثابت ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسرے تمام انسانوں اور اسلام کو دوسرے تمام ادیان پر کیوں فضیلت ندی جائے جسے زیادہ معرفت حاصل ہوگی۔ اسی کو خدا تعالیٰ کی خشیت اور محبت بھی اور زیادہ ہوگی یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ ایک شخص کو کمال معرفت حاصل ہو اور پھر وہ خدا تعالےٰ سے غافل ہو۔ ہاں یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایک شخص اپنے تن من دھن کو اپنے جذبات کو اپنے خیالات کو اپنی آرزوں اور امیدوں کو خدا کے لئے قربان کردے اور اللہ تعالےٰ اسکی جگہ کسی اور کو پسند کرے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت آپکی خشیت الٰہی۔ آپ کا ایثار اسبات کے ثابت کرنے کے لیئے کافی ہے کہ آپ کو سب انبیاء پر فضیلت اور اسلام کو سب مذاہب پر فوقیت ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اب مسلمانوں نے اس خصوصیت کو مٹا دیا ہے۔ اور وہ بھی دیگر مذاہب کے پیرواں کیطرح اللہ تعالےٰ سے دور جا رہے ہیں۔ اور بجائے ذکر الٰہی کے لہو ولعب میں اپنے اوقات ضائع کرتے ہیں۔ انکو بلند ممبروں پر سے پانچ وقت بلند آواز سے یہ آواز سنائی جاتی ہے کہ اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر۔ اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر مگر خدا کی بڑائی کے وہ قائل نہیں ہوتے اور یہی وجہ ہے کہ ان کے نمونہ دیکھکر غیر مذاہب کو اسلام پر اعتراض کا موقع ملتا ہے۔ اور وہ اعتراض اسلام پر نہیں۔ بلکہ آجکل کے مسلمانوں پر ہوتے ہیں۔ ورنہ اسلام نے تو خدا تعالےٰ کے ذکر سے کوئی وقت اور کوئی کام خالی نہیں چھوڑا۔ اور اگر مسلمان ان دعاؤں سے جو انھیں سکھائی گئی ہیں کام لیں تو انکے دل صاف اور سینہ منور ہوجائیں۔ اور ہر قسم کی آلائشیں کٹ کر یہ شیطان کے پنجہ سے رہائی پالیں ✤

الفضل رعایتی قیمت پر

بابو فضل کریم صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ دفتر کنٹرولر جنرل دہلی نے اور مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر اخبار بدر نے چار چار روپے ہمیں دیئے ہیں کہ کسی غریب کے نام مفت اخبار جاری کیا جاوے ہم اس ثواب کو وسیع کرنا چاہتے ہیں اسلئے آٹھ کم استطاعت اشخاص کو تین روپے سالانہ قیمت پر اخبار دیا جائے گا ✤

تصدیق المسیح

مسیح ناصری کی نبوت

اس بات کے ثابت ہو چکنے کے بعد کہ قرآن شریف میں دو قسم کی نبوتوں کا ذکر ہے۔ ایک تشریعی اور ایک غیر تشریعی۔ اب میں اللہ تعالےٰ کی تائید سے یہ ثابت کرتا ہوں کہ حضرت مسیح ناصری کی نبوت غیر تشریعی تھی۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وقالت الیھود لیست النصارےٰ علےٰ شیءٍ وقالت النصارےٰ لیست الیھود علےٰ شیءٍ وھم یتلون الکتٰب یعنی یہودی کہتے ہیں کہ نصارےٰ تو کسی دین پر نہیں اور نصارےٰ کہتے ہیں کہ یہودی کسی دین پر نہیں۔ حالانکہ وہ دونوں کتاب پڑھتے ہیں۔" اسجگہ اللہ تعالےٰ نے کتاب کا لفظ استعمال فرمایا ہے جو واحد ہے اگر انجیل بھی کتاب ہوتی یا حضرت مسیح پر کوئی شریعت اتری ہوتی۔ تو اللہ تعالےٰ وھم یتلون الکتٰب نہ فرماتا بلکہ یہ فرماتا کہ وھم یتلون الکتب یعنی وہ ایسا کیوں کہتے ہیں حالانکہ وہ دونوں گروہ کتابیں پڑھتے ہیں۔ کتاب کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود و نصارےٰ کی ایک ہی شریعت ہے اور حضرت مسیح ناصری کوئی نئی شریعت نہیں لائے +

اور کوئی کہے کہ وھم یتلون الکتٰب دونوں گروہوں کی طرف منسوب ہے اور اس سے مراد یہ ہے کہ وہ ایسا کیوں کہتے ہیں حالانکہ یہود بھی ایک کتاب پڑھتے ہیں اور نصارےٰ بھی ایک کتاب پڑھتے ہیں تو یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ یہود انجیل کو قطعاً خدا کی کتاب نہیں مانتے اور نہ اسبات کے قایل ہیں کہ تورات کے بعد کوئی اور شریعت آئی ہے۔ پس انپر یہ کہکر حجت قائم کرنا کہ تم نصارےٰ کو کیوں برا کہتے ہو حالانکہ وہ بھی تو ایک شریعت کے پابند ہیں درست نہیں یہ تو ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص کسی مسلمان کو کہے کہ تم ہندوؤں کو کیوں برا کہتے ہو۔ حالانکہ وہ بھی تو وید کو مانتے ہیں۔ مسلمان تو اسے یہ جواب دیگا کہ جب میں وید کو قابل عمل مانتا ہی نہیں تو میں اسپر عمل کرنے والے کو نیک کیونکر مان لوں۔ اس لئے یہ دلیل بھی درست نہیں ہو سکتی۔ اور بہر حال یہی معنے کرنے پڑینگے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ تم ایک دوسرے کی ایسی ہجو کیوں کرتے ہو۔ کہ اسمیں کوئی نیکی ہی نہیں۔ حالانکہ دونوں ایک کتاب پر عمل کرتے ہو۔ اس آیت کے علاوہ قرآن شریف میں ایک اور جگہ اللہ تعالےٰ حضرت مسیح کو فرماتا ہے کہ اذ علمتک الکتٰب والحکمۃ والتوراۃ والانجیل یعنے یاد کر جب تجھے سکھائی کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل سکھائی۔ اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ انجیل شریعت کی کتاب نہیں۔ کیونکہ اگر انجیل شریعت کی کتاب تھی تو پھر تورات سکھانے کے کیا معنے ہوئے۔ جبکہ مسیح کو نئی شریعت کی کتاب ملی تھی۔ تو کچھ ضرورت نہ تھی کہ انھیں تورات بھی سکھائی جاتی۔ تورات کا سکھایا جانا ثابت کرتا ہے کہ وہ منسوخ نہوئی تھی اور اسپر عمل کرنا حضرت مسیح پر فرض تھا۔ اور اسی لئے آپکو اس کا علم دیا گیا۔ ورنہ ماننا پڑے گا۔ کہ سب انبیاء کو ان سے پہلے کی کتب کی تعلیم دیجاتی رہی ہے اور یہ بھی ماننا پڑے گا کہ حضرت مسیح کو صحف ابراہیم و نوح وغیرہ بھی سکھائے گئے تھے لیکن اس کا قرآن شریف میں ذکر نہیں۔ اسی طرح اس کا بھی ثبوت دینا ہوگا کہ رسول کریم کو پہلی سب کتب سماوی کا انکی اصلی صورت میں علم دیا گیا تھا۔ اور ان کو تورات و انجیل وغیرہما کی بھی تعلیم دیگئی تھی۔ اگر یہ نہیں تو پھر کیا وجہ ہوئی کہ حضرت مسیح کو تورات کی تعلیم دیگئی۔ جب انکو انجیل ملگئی تھی۔ تو پھر تورات کا بیفائدہ بوجھ ان پر کیوں رکھا گیا اور تورات پر عمل کرنا کیوں موقوف کیا گیا اور اگر کوئی کہے کہ بعض باتیں تورات کی تبدیل کرکے انجیل میں نئی بیان کی گئی تھیں اور بعض زیادتیاں تھیں۔ اس لئے اصل کتاب قائم رکھی گئی۔ اور دونوں پر عمل کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ تو اسپر اول تو یہ اعتراض آتا ہے کہ کیوں نہ نئے سرے سے ساری شریعت اتاری گئی۔ کیونکہ موجودہ صورت میں حضرت مسیح جیسے ایک اولوالعزم نبی کو حضرت موسیٰ کا امتی بننا پڑا کیونکہ انھیں اکثر باتوں میں انکی شریعت پر عمل کرنا پڑا۔ دوسرا خطرناک اعتراض یہ پڑتا ہے۔ کہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو بھی جو کتاب دیگئی ہے یعنی قرآن شریف۔ وہ بھی ساری کی ساری نئی نہیں بلکہ پہلی کتابوں کے بعض وقتی احکام کو مٹا کر انکی جگہ دوامی اور عام قانون رکھے گئے ہیں اور انکی بعض کمیوں کو دور کرکے اسے کامل بنایا گیا ہے۔ پس اگر اللہ تعالےٰ کی سنت یہ تھی کہ بغیر نئی کتاب بھیجنے کے تبدیل شدہ حصہ بھیجدیتا ہے تو کیوں بجائے ایک نئی کتاب نازل کرنے کے حضرت مسیح کیطرح آپ پر بھی ترمیم کردہ حصہ نازل کیا گیا اور اس طرح یہودیوں اور عیسائیوں کو آپ پر ایمان لانے میں سہولت بھی ہو جاتی۔ لیکن یہ سب خیالات شیطانی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنی حکمتیں بہتر جانتا ہے اور اسکی سنت یہی ہے کہ جب وہ کوئی نئی کتاب بھیجتا ہے تو اسے نئے رنگ اور نئے کمال کے ساتھ بھیجتا ہے اور ایک مشکوک کتاب کے پیچھے ڈالکر اپنے بندوں کو ہلاک نہیں کرتا اور یہ بات بالکل غلط ہے کہ اس نے حضرت مسیح کو تورات کا ترمیم شدہ حصہ دیکر مبعوث کیا۔ بلکہ وہ تورات پر بکلی عامل تھے اور انجیل میں صرف اخلاقی تعلیم اور آیندہ آنے والے نبیوں کی پیشگوئیاں ہیں۔ علاوہ ازیں قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ویتلوہ شاھدٌ منہ ومن قبلہ کتٰب موسیٰ اماماً ورحمۃ۔ یعنی انکے ساتھ اللہ تعالےٰ کیطرف سے ایک شاہد ہے۔ اور اس سے پہلے موسیٰ کی کتاب ہے جو امام اور رحمت ہے"۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچائی کے ثبوت میں فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے موسیٰ کی کتاب بھی آپ پر شاہد ہے اور حضرت مسیح کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ بشارت رسول کریم تو انھوں نے بھی دی ہے لیکن چونکہ انکی کتاب شریعت کی کتاب نہ تھی اس کا ذکر نہیں کیا۔ اگر وہ بھی شریعت کی کتاب ہوتی تو فرمانا یوں چاہیئے تھا کہ و من قبلہ کتاب عیسےٰ وموسےٰ۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی کتاب نقصوں سے پاک ہے اور غلطی انسانوں کی سمجھ سے پیدا ہوتی ہے +

انجیل کی تائید

اگرچہ انجیل محرف و مبدل کتاب ہے لیکن قرآن شریف کی تصدیق کے لئے اس کا حوالہ دینا جائز ہو سکتا ہے اور کچھ بھی نہیں تو ایک تاریخی ثبوت کے طور پر اُسے مانا جائے گا۔ حدیث شریف میں اہل کتاب کی نسبت لکھا ہے کہ لاتصدقوھم ولاتکذبوھم لیکن جبکہ ان کی کتب قرآن شریف کی تصدیق کرتی ہوں تو مزید توضیح کے لئے ان کا حوالہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ انجیل میں حضرت مسیح کا اس معاملہ میں اپنا فیصلہ ان الفاظ میں درج ہے +

"یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب موقوف کرنے کو آیا۔ میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل نہ جائیں ایک نکتہ یا ایک شوشہ تورات کا ہرگز نہ مٹے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو" (متی باب ۵ - آیت ۱۷ و ۱۸) +

"سب کچھ پورا نہ ہو" سے مراد یہ ہے کہ جب تورات کے مطابق آخری زمانہ کا نبی نہ آجائے۔ کیونکہ اسوقت تورات منسوخ ہو جائے گی +

انصار اللہ توجہ کریں

میرے پیارے دوستو وقت نازک ہے اور ایک عظیم الشان کام کا ہمنے بیڑا اٹھایا ہے مگر افسوس ہے کہ بیچ میں آکر بہت سستی واقع ہو گئی ہے لیکن اب امید ہے کہ انشاء اللہ الفضل کی وساطت سے مجھے آپ کو بار بار یاد دہانی کا موقعہ ملے گا۔ اٹھو اور اٹھ کر دنیا کو دکھا دو کہ تمہارے پاس حق ہے خدا پر ایمانوں کو مضبوط کرو اور اپنے عہدوں کو پورا کرو۔ رپورٹ لکھنے کی سستی کو ترک کردو۔ اور اپنے اعمال کے اختیار سے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کرو۔ خدا تمہارے ساتھ ہو +

وی پی کی بجائے منی آرڈر

کیا اچھا ہو کہ ہمارے دوست بجائے وی پی کی درخواست کے منی آرڈر بھیجدیا کریں۔ کیونکہ اس طرح وی پی کی وصولی کی انتظار کی [illegible]

امر بالمعروف

آزاد غلام

اللہ تعالےٰ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے کسی کی غلامی کا طوق اسکی گردن میں نہیں ڈالا۔ انبیاء ہمیشہ اس کام کے لئے مبعوث ہوتے رہے تاکہ مُردہ قوموں کو زندہ کریں لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حیّ عن بینۃ۔ اور انکی بعثت کی بڑی غرض یہی رہی کہ لوگوں میں علم و ہنر ترقی کرے اور صرف اندھی تقلید پر وہ عمل پیرا نہ ہوں۔ غلامی کے طوقوں کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیں اور آزادی کی ہوا کھانے لگیں۔ غلامی ایک سزا ہے رسوم وعادات بد کی پابندی ایک لعنت ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے قل ھل انبئکم بشرّ من ذلک مثوبۃ عند اللہ من لعنہ اللہ وغضب علیہ وجعل منھم القردۃ والخنازیر وعبد الطاغوت اولئک شرّ مکانا واضل عن سواء السبیل۔ اُن سے کہہ دے کہ میں تمہیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک ان سے بھی بُری جگہ پانے والے کا پتہ دوں۔ وہ جن پر اللہ تعالےٰ نے لعنت کی اور غضب کیا۔ اور انھیں بندر اور سوٹر اور شیطان کا پجاری بنا دیا۔ یہ لوگ بہت بُری جگہ والے اور بہت ٹیڑھے راستہ پر چلنے والے ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے بتایا ہے کہ رسومات بد کے عادی اور شیطان کے پجاری خدا کی لعنت اور عذاب کے بدلہ بنتے ہیں۔ حضرت موسیٰ اسلئے دُنیا میں آئے کہ بنی اسرائیل کو شیطان الجن اور شیطان الانس یعنی فرعون کے پنجہ سے رہائی دلائیں۔

لیکن یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب کسی نبی سے بعد زمانہ ہوتا جاتا ہے تو اسکی قوم میں طرح طرح کے گند آجاتے ہیں اور وہ اصل راستہ سے بھٹک کر ادھر اُدھر دیوانہ وار پھرنے لگتی ہے اور ہزاروں قسم کی رسومات میں اپنے آپ کو مبتلا کر لیتی ہے مسلمانوں پر اللہ تعالےٰ کا بڑا فضل ہُوا۔ کہ انھیں اس نے افضل الانبیاء کی اُمت بنایا۔ اکمل الکتب قرآن شریف کا پیرو بنایا خیر الادیان کیطرف ہدایت کی۔ اور خیر الامم میں پیدا کیا۔ ہر قسم کی رسومات کے پھندے سے نکالکر نور وہدایت کیطرف رہنمائی کی چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ قد جاءکم من اللہ نورٌ وکتٰب مبین یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمٰت الی النور باذنہ ویھدیھم الی الصراط المستقیم۔ لوگو تمہاری طرف اللہ تعالیٰ کیطرف سے نور وکتاب مبین آئی ہے اللہ تعالےٰ اسکے ساتھ انھیں ہدایت کرتا ہے جو اسکی رضا کے ماتحت ہو جاتے ہیں سلامتی کے طریقوں کیطرف اور ان کو قسم قسم کی بدعات ورسومات کے اندھیروں سے نکالکر نور کیطرف لے جاتا ہے۔ اپنے حکم سے اور انھیں سیدھے راستہ پر چلاتا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس فضل کے باوجود مسلمانوں نے دوسری قوموں کی طرح اپنے آپ کو ظلمتوں میں مبتلا کر دیا۔ اور وہ آزادی جو خدا نے انھیں قرآن شریف کی معرفت دی تھی اُسے چھوڑ دیا۔ اسلام نے انھیں رسومات سے آزاد کر دیا تھا۔ مگر یہ خود اس آزادی سے مُنکر ہیں۔ دوسرے ممالک کو تو پھر دیکھینگے ہم تو ہندوستان کو دیکھتے ہیں کہ یہاں مسلمان رسومات میں ہندوؤں سے کم نہیں۔ اسلام نے شادی کا طریق کیسا سہل رکھا تھا لڑکی اور لڑکا اگر راضی ہو جائیں۔ اور لڑکی کے والدین اجازت دیدیں تو چند آدمیوں کے سامنے ایک شخص چند آیات قرآنی پڑھ کر انھیں اپنے فرائض بتلا کر نکاح پڑھ دے۔ لڑکی کے حقوق کی حفاظت کے لئے ایک مہر مقرر کر دیا جائے جو لڑکے کو ضرور دینا پڑے گا۔ ہاں وہ مہر لڑکے کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیئے لڑکی والوں کو کوئی چیز دینے کی ضرورت نہیں۔ لڑکی ہی ان کا تحفہ ہے جو سب تحفوں سے زیادہ قیمتی ہے۔ شادی کے وقت اگر توفیق ہو تو کچھ چھوہارے وغیرہ بھی نکاح کے وقت تقسیم کر دیئے جائیں۔ اور چونکہ مہر کا فیصلہ میاں بیوی کے تعلقات پر منحصر ہے اور اگر میاں بیوی کے پاس نہ گیا ہو تو مہر صرف نصف ہوتا ہے اور خطرہ ہے کہ اگر طلاق ہو تو جھگڑا نہ پڑے۔ اس لئے شریعت اسلام نے ایک دعوت ولیمہ مقرر کی ہے جس سے یہ اشتہار ہوتا ہے کہ میاں اور بیوی کے تعلقات قائم ہو گئے۔ اور اس طرح آئندہ فتنوں کی روک ہو جاتی ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کو فرمایا کہ اَولِم ولو بشاۃ ولیمہ کر خواہ ایک بکرے کی قربانی سے ہو لیکن یہ حکم حضرت عبدالرحمٰن ابن عوف کی حالت کے مطابق تھا۔ رسول کریمؐ نے اپنی ایک بیوی کا ولیمہ اس طرح سادہ بھی کیا ہے کہ حاضرین کو صرف روٹی اور میٹھا کھلایا گیا تھا۔ پس ہر شخص اپنی طاقت کے مطابق ولیمہ کی دعوت کر سکتا ہے یہ تو وہ سادہ طریق نکاح جو اسلام نے مسلمانوں کو بتایا تھا۔ لیکن کیا وہ اب ایسے ہی نکاح کیا کرتے ہیں؟ کیا ایسے مسلمان نہیں پائے جاتے؟ کہ جو اس طریق نکاح کو سُنکر کہتے ہیں کہ نکاح کاہے کا ہوا رسم سوگ ہو گئی۔ وہ خدا کا خوف نہیں کرتے۔ وہ نہیں جانتے کہ وہ کس زبردست ہستی کے احکام پر طعنہ کرتے ہیں ایسے لوگ روز سزا بھی پاتے ہیں۔ اور انکی خوشی والی شادیوں کے بعد جب بنیئے انکی جائیداد کی قرقیاں کراتے ہیں جب سود خوار مردم آزار ان کا خون چوس لیتے ہیں جب وہ ٹکڑے ٹکڑے کو محتاج ہو جاتے ہیں تو ان کے گھروں میں سوگ پڑ جاتا ہے اور وہ اسی دُنیا میں اسلام کی خلاف ورزی کی سزا بھگت لیتے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہر شخص یہی کہتا ہے کہ میں الگ تجربہ کروں۔ ایسے تباہ گھرانے موجود ہیں جو کسی لڑکے یا لڑکی کی شادی کر کے برباد ہو گئے۔ جن کے گھر میں جھاڑو پھر گیا۔ جو بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ "من نکردم شما حذر بکنید"۔ لیکن دوسرے لوگ پھر بھی نصیحت حاصل نہیں کرتے۔ اور دیوانہ وار ہلاکت کے گڑھوں کی طرف بھاگے چلے جاتے ہیں۔ اور پھر ایک اُسی وقت پیچھے ہٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ جب وہ گڑھے میں گر چکتا ہے۔ جب ہلاکت کا جوا اس کی گردن پر رکھا جاتا ہے جب ذلت کا داغ اور کلنک کا ٹیکہ اس کے ماتھے پر لگ جاتا ہے مگر ایسے وقت میں توبہ کا کیا فائدہ۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر ہم شادی بیاہ پر کنبہ والوں۔ عزیزوں دوستوں۔ آشناؤں کی دعوتیں نہ کریں اگر نائیوں۔ مراسیوں۔ ڈوموں۔ کنجڑوں۔ مالیوں۔ کمہاروں۔ دھوبیوں۔ موچیوں اور چوہڑوں کو ان کے لاگ نہ دیں۔ تو ہماری ناک کٹ جاتی ہے ہمارے آباؤ اجداد کی عزت خاک میں ملجاتی ہے لیکن وہ نہیں دیکھتے کہ شریعت کے خلاف صرف رسوم کی پابندی کے لئے جو روپیہ وہ خرچ کرتے ہیں اس سے شائد انکی ناک تو بچ جاتی ہو جس کا ہمیں علم نہیں لیکن ان کا سر ضرور کٹ جاتا ہے اور بجائے ان کے آباؤ اجداد کی عزت بچ جانے کے انکی عزت دنیا بُرد ہو جاتی ہے اور انکی اولاد تباہ و برباد اور ان کے گھروں پر ہل پھر جاتا ہے۔ ہائے افسوس! کہ تم نے ہندوؤں کے ملک پر فتح پائی۔ لیکن ان کے کفر نے تمہارے دین پر فتح پائی اسلام کی زندگی کی بجائے ہندوستان کی رسومات نے جگہ کر لی۔ ایک پابند غلام ہوتے ہیں تم آزاد غلام ہو جنھوں نے خوشی سے ذلت کے طوق اپنی گردنوں میں ڈال لئے کیا وہ دن نہیں آیا کہ تم اُن رسومات کے جوئے کو اُتار کر پھینکدو۔ اور خدا کے احکام کے آگے سر جھکاؤ۔ الم یأن للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق۔

سیرت النبی

باب دوم

عادات آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کا حلیہ لباس اور کھانے پینے کا طریق لکھنے کے بعد مناسب سمجھتا ہوں کہ اب کچھ آپ کی بعض عادات پر بھی لکھا جاوے ہر انسان کچھ نہ کچھ عادات کے ماتحت کام کرتا ہے۔ ہاں بعض تو نیک عادات کے عادی ہوتے ہیں اور بعض بد کے۔ شریر اپنی شرارت کی عادتوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو شریف نیک عادات کا عادی +

ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک دو عادات جو میں اسجگہ بیان کرتا ہوں۔ ان سے معلوم ہوگا کہ آپ کس قدر یمن و نیکی کی طرف متوجہ تھے۔ اور کس طرح ہر معاملہ میں میانہ روی کو اختیار فرماتے تھے +

ہنسی کا طریق آپ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اللہ تعالے نے انسان کامل بنایا تھا۔ تمام نیک جذبات آپ میں پائے جاتے تھے۔ اور ہر خوبی کو اپنے موقعہ اور محل پر استعمال فرماتے۔ اور ایسا طریق اختیار کرتے جس سے اللہ تعالے کی کوئی خلق ضائع نہ ہو جائے۔ بعض بناوٹی صوفیا کا قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ ایسے تکلفات اور سختیوں میں اپنے آپ کو ڈال لیتے ہیں۔ کہ جسکی وجہ سے انہیں کئی پاک جذبات اور نیز طیبات کو ترک کرنا پڑتا ہے۔ بعض کھانے میں خاک ملا لیتے ہیں بعض گندی ہو جانے اور سڑ جانے کے بعد غذا استعمال کرتے ہیں بعض سارا دن سر ڈالے بیٹھے رہتے ہیں اور ایسی شکل بناتے ہیں کہ گویا کسی ماتم کی خبر سن کر بیٹھے ہیں۔ اور ہنسنا تو در کنار بشاشت کا اظہار بھی حرام سمجھتے ہیں۔ لیکن ہمارا سردار (صلعم) جسے خدا نے انسانوں کا رہنما بنایا تھا وہ ایسا کامل تھا۔ کہ کسی پاک جذبہ کو ضائع ہونے نہ دیتا۔ ہنسی کے موقعہ پر ہنسنا۔ رونے کے موقعہ پر رونا۔ خاموشی کے موقعہ پر خاموش رہنا۔ اور بولنے کے موقعہ پر بولنا۔ غرض کوئی صفت اللہ تعالے نے پیدا نہیں کی کہ جسے اُسنے ضائع ہونے دیا ہو۔ اور اپنے عمل سے اُس نے ثابت کر دیا کہ وہ خدا کی خدائی کو مٹانے نہیں بلکہ قائم کرنے آیا ہے۔ اور یہی اسکی ادا ہے۔ جو ہر طبیعت اور مذاق کے آدمی کو موہ لیتی ہے۔ اور کچھ ایسی کشش رکھتی ہے کہ بے اختیار دل اسپر قربان ہوتا ہے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ آپ ہنستے بھی تھے۔ لیکن اعتدال سے اور ہنسی کے وقت آپکا طبیعت پر سے قابو نہ اٹھتا۔ بلکہ ہنسی طبعی حالت پر رہتی چنانچہ فرماتی ہیں کہ ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضاحکا حتی اری منه لهواته انما کان یتبسم یعنے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کھلا پھاڑ کر ہنستے نہیں دیکھا کہ آپکے حلق کا کوا نظر آنے لگ جائے۔ بلکہ آپ صرف تبسم فرماتے تھے یعنی آپ کی ہنسی ہمیشہ ایسی ہوتی تھی کہ منہ نہ کھلتا تھا۔ اور آپ افراط و تفریط دونوں سے محفوظ تھے۔ نہ تو ہنسی سے بکلی اجتناب تھا۔ اور نہ قہقہہ مار کر ہنستے۔ کہ جس میں کئی قسم کے نقص ہیں۔ آجکل تو میں دیکھتا ہوں۔ کہ مسلمان امراء میں یہ رواج ہو گیا ہے کہ وہ اس زور سے قہقہہ لگاتے ہیں۔ کہ دوسرا سمجھے کہ شاید چھت اڑ جائے گی۔ اور اس طرح وہ آجکل کے پیرزادوں کی ضد ہیں +

دائیں جانب کا لحاظ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فداہ نفسی کی یہ بھی عادۃ تھی کہ آپ ہمیشہ دائیں طرف کا لحاظ رکھتے۔ کھانا کھاتے تو دائیں ہاتھ سے۔ لباس پہنتے تو پہلے دایاں ہاتھ یا دایاں پاؤں ڈالتے۔ جوتی پہنتے تو پہلے دایاں پاؤں پہنتے۔ غسل میں پانی ڈالتے تو پہلے دائیں جانب۔ غرض کہ ہر ایک کام میں دائیں جانب کو پسند فرماتے۔ حتیٰ کہ جب آپ کوئی چیز مجلس میں بانٹنی چاہتے۔ تو پہلے دائیں جانب سے شروع فرماتے۔ اور اگر اسقدر ہوتی کہ صرف ایک آدمی کو کفایت کرتی تو اسے دیتے جو دائیں جانب بیٹھا ہوتا۔ اور اسبات کا اتنا لحاظ تھا کہ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حلبت لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شاۃ داجن فی داری وشیب لبنها بماء من البئر التی فی داری فاعطی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم القدح فشرب منه حتی اذا نزع القدح من فیه و علی یسارہ ابوبکر وعن یمینه اعرابی فقال عمر و خاف ان یعطیه الاعرابی اعط ابابکر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عندک فاعطاہ الاعرابی الذی عن یمینه ثم قال الایمن فالایمن۔ یعنے میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری کا جو گھر میں رہتی تھی دودھ دوہا۔ اور اسکے دودھ میں اس کنوئیں سے پانی ملایا گیا جو میرے گھر میں تھا۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ پیالہ دیا گیا۔ اس وقت آپکے بائیں جانب حضرت ابوبکر اور دائیں جانب ایک اعرابی تھا۔ آپنے اسمیں سے کچھ پیا۔ پھر جب پیالہ منہ سے ہٹایا تو حضرت عمرؓ نے اس خوف سے کہ کہیں اس اعرابی کو جو آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا نہ دیدیں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابوبکر آپکے پاس بیٹھے ہیں انہیں دیدیجئے گا۔ لیکن آپنے اس اعرابی کو جو آپ کے دائیں جانب بیٹھا تھا وہ پیالہ دیا۔ اور فرمایا کہ دایاں دایاں ہی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دائیں جانب کا کتنا لحاظ رکھتے تھے جو آپکی پاک فطرت پر دلالت کرتا ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ فطرت انسانی میں دائیں کو بائیں پر ترجیح دینا رکھا ہے۔ اور اکثر ممالک کے باشندے باوجود آپس میں کوئی تعلق نہ رکھنے کے اس معاملہ میں متحد ہیں۔ اور دائیں کو بائیں پر ترجیح دیتے ہیں اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فطرت نہایت پاک تھی اس لئے آپ نے اسبات کی بہت احتیاط رکھی۔ ایک اور حدیث بھی آپکی اس عادت پر روشنی ڈالتی ہے سہل ابن سعید فرماتے ہیں کہ اتی النبی صلے اللہ علیہ وسلم بقدح فشرب منه وعن یمینه غلام اصغر القوم والاشیاخ عن یسارہ فقال یا غلام اتاذن لی ان اعطیه الاشیاخ قال ماکنت لاوثر بفضلی منک احدا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاعطاہ ایاہ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پیالہ لایا گیا جس میں سے آپنے کچھ حصہ پیا اسوقت آپکے دائیں جانب ایک نوجوان بیٹھا تھا جو سب حاضرین مجلس میں سے صغیر السن تھا۔ اور آپکے بائیں طرف بوڑھے سردار بیٹھے تھے۔ پس آپنے اس نوجوان سے پوچھا کہ اے نوجوان کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں یہ پیالہ بوڑھوں کو دوں۔ اس نوجوان نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ میں آپکے تبرک کے معاملہ میں کسی اور کے لئے اپنا حق نہیں چھوڑ سکتا۔ اسپر آپنے وہ پیالہ اسی کو دیدیا۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ دائیں طرف کا ایسا لحاظ رکھتے کہ بائیں طرف کے بوڑھوں کو پیالہ دینے کیلئے آپنے اول اس نوجوان سے اجازت طلب فرمائی۔ اور اسکے انکار پر اس کے حق کو تسلیم کیا +

ہر معاملہ میں خدا کا ذکر لاتے آپ کو خدا تعالیٰ سے کچھ ایسی محبت اور پیار تھا کہ کوئی معاملہ ہو آپ اسمیں خدا تعالے کا ذکر ضرور کرتے۔ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے کھاتے پیتے غرضکہ ہر موقعہ خدا کا نام ضرور لیتے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالے آگے چلکر کیا جائیگا یہاں صرف اس قدر لکھنا ہے کہ یہ بات بھی آپکی عادات میں داخل تھی کہ سونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو ملا کر دعا فرماتے پھر سب بدن پر ہاتھ پھیر لیتے۔ چنانچہ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ کان اذا اوی الی فراشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرأ فیهما۔ قل هو اللہ احد۔ و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علی راسه و وجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلک ثلاثة مرات۔ یعنے آپ ہر شب جب اپنے بستر پر جاتے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں ملاتے پھر انہیں پھونکتے اور قل ہو اللہ احد۔ قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس پڑھتے پھر جہاں تک ہو سکتا۔ اپنے بدن پر ہاتھ ملتے اور ابتداء سر اور منہ اور جسم کے اگلے حصے سے فرماتے۔ اور تین دفعہ ایسا ہی کرتے۔ ذرا ان تینوں سورتوں کو با ترجمہ پڑھو۔ اور پھر سوچو کہ رسول کریم کو اللہ تعالیٰ کی عظمت اور غنی پر کتنا ایمان تھا۔ کس طرح وہ اللہ تعالے کی پناہ کے بغیر اپنی زندگی خطرہ میں سمجھتے تھے +

تادیب النساء

ہمیں عورتوں سے کیا امید ہے؟

باوجود اس تمام شور وغوغا کے جو عورتوں کے حقوق کے متعلق کیا جاتا ہے میں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ عورتیں مردوں پر بہت اختیار رکھتی ہیں۔ اور مرد انکی خاطر بہت کچھ کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ آریوں نے بت پرستی کے خلاف زور مارا۔ لیکن پھر بھی انکے گھروں میں سے بت پرستی نہ گئی۔ اور کبھی کبھی کوئی آریہ خود بھی ہری دوار کی سیڑھیوں پر اشنان کرنے کے لئے جاتا ہوا ملجاتا ہے۔ اور اسکی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ عورتیں مجبور کرتی ہیں۔ مسلمانوں میں بھی اہلحدیث کی کوششوں کے باوجود بدعات پوری طرح سے جا نہ سکیں اور یہاں بھی عورتوں کا ہی ہاتھ کام کر رہا ہے۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ عورتیں محکوم ہیں۔ اس لئے کچھ نہیں کر سکتیں۔ اگر وہ چاہیں تو بہت کچھ کر سکتی ہیں۔ ممکن ہے کسی بدعت کے متعلق مردوں سے اپیل کیجائے تو عورتیں سد راہ ہوں۔ اس لئے میں خود عورتوں سے بھی اپیل کرتا ہوں کہ اپنی ہمت سے کام لو۔ تریا ہٹ مشہور ہے خواہ باوجہ یا بلاوجہ مگر ایک دفعہ تو اسے سچا ثابت کر کے دکھا دو۔ دین مردوں کا ہی حصہ نہیں۔ قرآن شریف تمہارے لئے بھی اترا ہے تمام ان رسومات کو جو اسلام کے خلاف ہیں گھروں سے مٹا دو۔ اور ایک دفعہ ثابت کر دو۔ کہ قرون اولیٰ کی عورتوں کیطرح تم میں بھی اصلاح کا مادہ ہے۔ تمہارے ہاتھوں میں ایک طاقت ہے جسے اگر تم نیکی کے پھیلانے میں استعمال کرو۔ تو اس کا مقابلہ بہت کم مرد کر سکتے ہیں۔ اسے استعمال کرو اور اس آیت کو یاد رکھو۔ ولئن شکرتم لازیدنکم۔ یہ نہ سمجھو کہ تم کمزور ہو تم تو مسلمان ہو میں تمہیں ایک کافرہ عورت کا کام سناتا ہوں۔ کہ اس نے کس طرح ایک خطرناک جنگ کو اپنی تدبیر اور ہمت سے رکوا دیا۔ کیا مسلمان عورت کافرہ عورت کے برابر بھی کام نہیں کر سکتی +

عبس و ذبیان دو قبیلے تھے اور ان میں خطرناک جنگ ہو رہی تھی اور ایسی مہیب تھی کہ بہت سے بہادروں کو قبر میں سلا چکی تھی اس جنگ نے بڑھتے بڑھتے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی۔ کہ دونوں قبیلوں نے لڑمرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ مشہور شاعر زہیر ابن ابی سلمیٰ لکھتا ہے کہ:۔

تدارکتما عبسا وذبیان بعد ما
تفانوا ودقوا بینہم عطر منشم

اے دو سردارو تم نے عبس و ذبیان کی اسوقت خبر لی جبکہ وہ آپس میں کٹ مرے تھے اور منشم کا عطر ملکر انہوں نے لڑنے کا ارادہ کر لیا تھا۔ یعنی وہ جنگ ایسی خطرناک تھی کہ دونوں قومیں تباہ ہونے کو تیار تھیں۔ اس جنگ کے دوران میں ایک شخص حارث بن عوف مری نے اپنے دوست خارجہ بن سنان سے کہا کہ کیا کوئی شخص عرب میں ایسا بھی ہے کہ جو مجھے اپنی لڑکی دینے سے انکار کر دے۔ خارجہ نے کہا ہاں۔ اوس بن حارثہ طائی ایسا شخص ہے۔ اس پر حارث نے اپنے غلام کو سواری تیار کرنے کا حکم دیا۔ اور اپنے دوست اور غلام کو ساتھ لے کر اوس کے پاس گیا۔ جب اوس کے گھر میں داخل ہوئے تو اسے موجود ہی پایا۔ اوس نے حارث کو دیکھ کر خوب آؤ بھگت کی۔ اور پوچھا کہ کیسے تشریف لائے آپنے کہا آپ کی بیٹی کا طلبگار ہو کر آیا ہوں۔ اوس نے کہا کہ پھر آپ کہیں اور جائیں۔ حارث یہ سنکر لوٹ گیا۔ جب اوس گھر گیا۔ تو اسکی بیوی نے جو عبس کے قبیلہ میں تھی پوچھا کہ یہ کون شخص تھا۔ اس نے کہا کہ سارے عرب کا سردار۔ بیوی نے پوچھا کیوں آیا تھا۔ اوس نے کہا لڑکی مانگنے۔ بیوی نے پوچھا پھر تم نے کیا جوابدیا۔ اوس نے کہا میں نے اسے رد کر دیا۔ بیوی نے کہا کہ جب سردار عرب کو رد کر دیا۔ تو کیا کسی رذیل کو لڑکی دینے کا ارادہ ہے۔ اوس نے کہا کہ اب تو انکار کر چکا ہوں۔ اب کیا کروں۔ بیوی نے کہا جا کر منا لاؤ۔ اور کہو کہ چونکہ آپنے بغیر پہلے پیغام سلام کے ذکر کیا تھا۔ اس لئے میں نے غصہ میں انکار کر دیا۔ اب واپس چلیں۔ اس بیوی کے کہنے کے مطابق گیا۔ اور حارث کو لوٹا لایا۔ جب وہ واپس گھر پہنچ گیا تو اس نے اپنی بیوی کو کہا کہ ذرا میری بڑی بیٹی کو بلانا جب وہ آگئی تو اسے کہا کہ یہ الحارث بن عوف سردار عرب ہے اور میرے پاس رشتہ کے لئے آیا ہے اور میرا ارادہ ہے اسکی شادی تجھ سے کر دوں۔ اس نے جوابدیا کہ ایسا نہ کیجئو کیونکہ میں بدخلق ہوں اور یہ میرا کوئی رشتہ دار تو ہے نہیں کہ رشتہ کی رعایت کرے گا۔ اور نہ تم دونوں ایک شہر میں رہتے ہو کہ تجھ سے شرما کر نیک سلوک کرے پس میں ڈرتی ہوں کہ یہ مجھ سے ناراض ہو کر طلاق نہ دیدے اور میں بدنام ہو جاؤں۔ باپ نے کہا۔ خدا تجھے برکت دے۔ جا چلی جا۔ پھر دوسری لڑکی کو بلایا۔ اس نے بھی پہلی کی طرح جواب دیا۔ اور کہا کہ میں بیوقوف ہوں۔ کوئی کام مجھے نہیں آتا۔ پس مجھے خطرہ ہے کہ مجھ سے کوئی ناپسند بات دیکھ کر طلاق دے اور میں بدنام ہو جاؤں۔ پھر اس نے تیسری لڑکی کو بلایا۔ جب اسے بات بتلائی۔ تو اس نے کہا کہ جس طرح آپکا منشا ہو۔ باپ نے پہلی لڑکیوں کا جواب سنایا۔ لڑکی نے کہا خدا کی قسم میں تو بڑی خوبصورت ہوں بڑی کاریگر ہوں بڑے اچھے اخلاق والی ہوں۔ اور میرا باپ بڑا پرساں حال ہے اگر اس نے مجھے طلاق دیدی۔ تو کیا خدا سے کوئی نیک بدلہ پائے گا یہ جواب سنکر باپ نے شادی کر دی۔ لڑکی نے اول تو حارث سے بولنے چالنے سے اس لئے عذر کیا کہ اسے اپنے باپ کے گھر میں شرم آتی ہے۔ راستہ میں اس نے اس سے کہا کہ تیری بیوی تبھی بنونگی جب تو میرے شایان حال دعوت کرے ورنہ لونڈی بنکر رہنا نہیں چاہتی۔ حارث نے اس کا عہد کیا اور گھر جاکر بڑی عظیم الشان دعوت کی۔ لیکن اب بھی لڑکی اس سے خوش نہ ہوئی۔ اور آخر اپنے خاوند سے کہنے لگی۔ کہ تو عورتوں کے ساتھ بیٹھا عیش مناتا ہے اور عرب آپس میں لڑ رہے ہیں پہلے جا کر انہیں صلح کرا۔ پھر گھر میں آرام سے بیٹھیو۔ اس بات کا حارث پر ایسا اثر ہوا۔ کہ وہ فوراً خارجہ کو لے کر گیا۔ اور دونوں نے تین ہزار اونٹ دیت کے اپنے ذمے لئے۔ اور اس طرح عبس اور ذبیان میں صلح کرا دی اور اپنے گھر میں راضی خوشی رہنے لگا +

یہ ہے وہ عظیم الشان کام جو ایک مشرکہ نے قرآن کریم کی تعلیم سے بے خبر نے اپنی قوم کی اصلاح کے لئے کیا کیا ہم قرآن شریف کی ماننے والیوں اور اسلام کی پابند عورتوں سے اتنی بھی امید نہ رکھیں۔ وہ دن کب آئے گا کہ جب ہمارے گھروں کی عورتیں بدعات کو پھیلانے کی بجائے انہیں دور کرنے کی طرف متوجہ ہونگی +

تبلیغ الاسلام

ہماری کوششوں کا منتہا

[illegible] بننے کیلئے

توہم تیار ہیں۔ اور لما یلحقوا بہم کہ ہم مدعی ہیں لیکن دین اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے شیے ہم نے کیا کیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پچاس ہزار کا ایک بورڈنگ اور اسی ہزار کا ہم نے ایک مدرسہ تیار کر دیا ہے کئی رسالے اور اخبار ہماری طرف سے جاری ہیں۔ انکی خدمات سے ہمیں انکار نہیں وہ بہتوں کے لئے مفید ہوئے اور ہوتے ہیں لیکن کیا ہماری کوششوں کا منتہا یہی ہے کیا ہماری تبلیغی گاڑی کا آخری اسٹیشن اسی کو قرار دیا گیا ہے۔ دشمن اپنی توپوں اور آتشبازی کے سامانوں سمیت ہمارے گھر کے اردگرد پڑا ہے اور چاروں طرف سے اسلام دوسرے مذاہب کے حملوں کی

زد میں ہے۔ دُنیاوی جنگوں کی گولہ باری وقفہ سے ہوتی ہے وہاں مردوں کے دفن کرنے کے لئے وقت دیا جاتا ہے لیکن ہمیں ایک لمحہ کی مہلت نہیں ملتی۔ ہمیں اپنے مردہ گاڑنے کی کوئی فرصت نہیں۔ رات اور دن گولہ باری جاری ہے اور آئے دن دشمنوں کی آتشبازی سے ہمارے جگر گوشہ ہماری امیدوں کے سہارے پیغام اجل کو لبیک کہتے ہیں یعنی اسلام پر اعتراضات کی بوچھاڑ سنکر ایسے مرجاتے ہیں کہ دہریت سے ورے نہیں ٹھیرتے۔ انکے علاوہ ہزاروں کو ہم میں سے دشمن اسیر کرکے لے گیا ہے اور یہ اسیران جنگ اب انھیں کا کلمہ پڑھتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ ملکر ہماری بیخکنی پر تلے ہوئے ہیں اور اپنے آبا ؤ اجداد کی قبروں پر ہل چلانے کے درپے ہیں۔ یہ مصائب کب تک چلے جائینگے یہ گولہ باری کبھی تھمے گی بھی یا نہیں؟ شائد ہمارے دوست یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ خود بخود دشمن تھک جائے گا۔ یا اسکے پاس سامان حرب نہ رہے گا۔ مگر وہ نہیں جانتے کہ جبتک شیطان کی مہلت ختم نہیں ہوتی۔ راستی کے دشمن کا گولہ و بارود ختم نہیں ہوتا۔ تمہارے مکانات مسمار ہو جائیں اور فصیلیں گر جائیں گی لیکن وہ گولہ باری سے باز نہ آئے گا۔ پھر کیوں غافل بیٹھے ہو۔ خدا نے تمہارے لئے کئی امن کے سامان پیدا کر دیئے ہیں۔ برٹش گورنمنٹ نے کامل مذہبی آزادی دے رکھی ہے اور خود عیسائی مذہب کی بیخکنی پر بھی وہ کچھ تعرض نہیں کرتی۔ ایسی حکومت کے زیر سایہ ایک ماموریت کے سلسلہ میں شامل ہو کر ریل تار اور ڈاک ہوتے ہوئے یہ سستی کب تک رہے گی۔ اس غفلت کی نیند سے کب اُٹھو گے۔ غسل صحت کرکے بستر بیماری چھوڑنے کا ارادہ بھی ہے یا نہیں؟ حضرت مسیح موعودؑ ایک بہت بڑا میگزین تمہارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ اس سے کام لینا تمہارا کام ہے۔ دیگر مذاہب کا تار و پود تمہارے حملوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔ مثل الذین اتخذوا من دون اللہ اولیاء کمثل العنکبوت اتخذت بیتا وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون۔ سچائی کے مقابلہ میں باطل کب تک ٹھیر سکتا ہے۔ قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ لیکن ہمت کرو اور سستی کو جانے دو۔ جو سچائیاں خدا نے تمہارے ہاتھوں میں دی ہیں۔ انھیں چار دانگ میں پھیلاؤ۔ اب سستی کا وقت نہیں۔ اگر اس کام کو کرنے کا ارادہ ہے تو کچھ تیاری کرو۔ ورنہ اگر غفلت سے کام لوگے تو بعد میں یہ فیصلہ صادر ہوگا۔ قل انفقوا طوعا او کرھا لن یتقبل منکم انکم کنتم قوما فاسقین۔ آخر کس بات کا انتظار ہے اور کیا خوف ہے مخلفین میں سے مت ہو۔ کیونکہ انکی نسبت اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فرح المخلفون بمقعدھم خلٰف رسول اللہ وکرھوا ان یجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ وقالوا لا تنفروا فی الحر قل نار جھنم اشد حرا لو کانوا یفقھون۔ کام بہت سا باقی ہے جبتک ایک ایک گھر میں خدا کا کلام نہ پہنچے۔ تمہارا فرض ادا نہیں ہو سکتا۔ اور ابھی تک تو پانچ ہزار میں سے ایک کو بھی نہیں پہنچا۔ اور بہت سے ممالک ایسے موجود ہیں کہ جو تمہارے وجود تک سے بیخبر ہیں ؎

غیر مذاہب کی تبلیغی کوششیں

پچھلے دنوں یورپین سیاحوں نے یہ خبر اڑائی تھی کہ افریقہ میں کثرت سے اسلام پھیل رہا ہے اور اس کی طرف پادریوں کو فوراً توجہ کرنی چاہیئے۔ یہ خبر گو معلوم ہوتا ہے کہ بہت کچھ مبالغہ امیز تھی۔ لیکن ذرا اس مُردہ رُوح قوم کی توجہ کو دیکھو کہ اس خبر کے شائع ہوتے ہی ساری یورپ میں تہلکہ پڑ گیا۔ ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک پادریوں کی کنفرنسیں بیٹھیں اور بڑے بڑے مدبرین تک شورشوں میں شامل ہوئے شہنشاہ جرمنی نے بھی ہمدردی کا اظہار کر کے ہمت افزائی کی۔ ادھر مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ جن کے بھائی بند عیسائی ہو جاتے ہیں۔ ان کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ اور کانوں پر جوں نہیں رینگتی۔ اس مردہ قوم کے ایک لیڈر نے بر سبیل تذکرہ مجھ سے کہا کہ جو جاتا ہے اُسے جانے دو۔ بیمار عضو کا کاٹنا ہی اچھا ہوتا ہے۔ اس نے تو شائد اپنے جسمانی تجربہ پر یہ بات کہی تھی۔ لیکن مجھے جو افسوس ہوا اسے خدا ہی جانتا ہے۔ مسیحیوں کی کانفرنس کا جو نتیجہ نکلا وہ یہ ہے:-

پادریوں کی تعداد بڑھائی گئی۔ ترقی تبلیغ کے لئے دو اور انجمنیں قائم ہوئیں۔ ایک پادری مقرر کیا گیا۔ جس کا کام صرف بائبل کا ترجمہ کرنا ہوگا۔ فیصلہ کیا گیا کہ ملک میں کثرت سے پرائمری اور مڈل سکول جاری کئے جائیں۔ مسیحیت کے رسالے سواحلی زبان میں شائع کرنے کے ریزولیوشن پاس ہوئے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ کثرت سے چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ شائع کئے جائیں اور مسیحی مبلغین اور اولیاء کی سوانحعمریاں تقسیم کیجائیں مدرسوں کے لئے خاص کتب بنائی جائیں۔ جن میں مسیحیت کی تعلیم ہو۔ لیپزگ کے مشن نے تین پادری تبلیغ کے لئے اور بھیجے۔ اور اس طرح مختلف مشنوں نے اپنے دائرہ عمل کو وسیع کیا۔ اور تمام ملک میں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ اس طرح مشن کمپاؤنڈوں کی ایک دیوار کھینچ دیگئی کہ مسلمان اس میں گذر ہی نہ سکیں اور ہر جگہ انکی کوششوں کو روک کر مسیحیت کی ترقی کے سامان کئے جائینگے کیا کوئی ایسا دل ہے جو ان باتوں سے متاثر ہو ✝

انگلستان میں علمی ترقی

ہندوستان کا تو یہ حال ہے کہ تجارتی اخبار تو الگ رہے عام اخبار تک تجارت زراعت کے متعلق اخبار مہیا نہیں کر سکتے۔ ولایت میں ہر فن کے اخبار الگ الگ موجود ہیں اور ایک برطانیہ میں کئی ہزار اخبار مختلف علوم وفنون کا نکلتا ہے حالانکہ برطانیہ مجموعی حیثیت میں آبادی کے لحاظ سے پنجاب سے زیادہ نہیں۔ پنجاب میں کل ڈیڑھ دو سو اخبار و رسالہ ہونگے اور برطانیہ میں تین ہزار سے زیادہ۔ اور پھر یہاں اخبار کی بڑی سے بڑی اشاعت بیس ہزار اب جاکر ہوئی ہے ولایت میں بعض اخبار دس دس لاکھ چھپتے ہیں۔ ہم یہاں خاص شعبوں کے اخبارات کی تعداد درج کرتے ہیں۔ جس سے برطانیہ کی علمی اور مالی ترقی بلکہ عیش و عشرت کی کثرت کا بھی حال معلوم ہوتا ہے ✝

برطانیہ میں ہوائی جہازوں کے متعلق دو اخبار نکلتے ہیں۔ دہریوں کے تین اخبار ہیں۔ زراعت کے انتالیس اخبار ہیں۔ علم نجوم کے چار۔ ہیئت کے نو۔ ورزش جسمانی کے متعلق چودہ اخبار ہیں۔ اور تو اور۔ باورچیوں کے اخبار بھی وہاں نکلتے ہیں۔ جنکی تعداد دس ہے۔ دیوالوں کی خبروں کے متعلق چھ۔ شہد کی مکھیوں کے پالنے کے چار۔ اندھوں کو تعلیم دینے کے آٹھ اور تجارت کتب کے تیس۔ اور بوٹ اور گرگابی کی تجارت کے چھ اخبار ہیں۔ عمارت کے متعلق چالیس اخبار ہیں۔ دواسازوں کے چودہ۔ اور تجارت کے بچانوے اخبارات ہیں۔ مٹھائی کے بنانے والوں کے چار ہیں اور مذہبی اخبارات تین سو ساٹھ ہیں کبوتروں کے متعلق تین۔ سائنس کے تیس ہیں۔ درزیوں کے دس۔ قبر کنوں کا ایک۔ گھڑیسازوں کے دو۔ چیچک ٹیکا والوں کا ایک۔ تمباکو کے تاجروں کے تیرہ اخبار ہیں۔ کرکٹ کے متعلق اٹھارہ۔ بائیسکل کے شائقین کے سولہ۔ بہروں گونگوں کی تعلیم کے لئے تین اخبار ہیں۔ دندان سازوں کے نو۔ کتوں کے متعلق دس۔ اور تعلیم کے اکہتر اخبارات ہیں۔ انجینروں کے پچاس۔ فٹ بال کے کھلاڑیوں کے چونتیس۔ زمین کمیٹیوں کے گیارہ باغوں کی ترقی کے متعلق اکیس گھوڑوں کے متعلق چھ۔ نئی ایجادوں کے چھ۔ راگ کے متعلق چوہتر۔ اور تصویر سازوں کے پچیس اخبارات ہیں۔ اور ناچنے کے متعلق دو اخبار ہیں۔ اس فہرست سے ولایت کی علمی

اور یہ بات بھی خوب سمجھ میں آسکتی ہے کہ ان کی تجارت کی ترقی کا کیا راز ہے اُن کی عیاشی بھی حد کو پہونچی ہوئی ہے۔ راگ اور گانے اور کھیلوں کے .... اخبار بھی کثرت سے نکلتے ہیں۔ کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذ ھا حیث وجد ہاں ان میں سے علوم کی ترقی میں مقابلہ کرو۔ لیکن ان کی کمزوریوں کو چھوڑ دو۔ دع ماکدر وخذ ما صفا۔

عُلوم مُفیدہ

اللہ تعالیٰ یہودیوں کی نسبت فرماتا ہے کہ جب وہ خراب ہو گئے۔ جب ان میں بدیاں آگئیں اور انہوں نے خدا تعالیٰ کے احکام کا انکار کرنا شروع کر دیا تو ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وہ ذلیل ہو گئے اور ان کی طبیعتیں ایسی ہو گئیں کہ وہ علوم مفیدہ سے فایدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے۔ کیونکہ مسکین کا لفظ سکون سے نکلا ہے۔ جس کے معنے ہیں حرکت کا جاتا رہنا۔ پس یہود کی یہ خصلت ہو گئی تھی کہ وہ ترقیات کی طرف حرکت نہ کرتے تھے۔ بلکہ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہے

اس آیت کو جب مسلمان قرآن شریف میں پڑھتے ہیں تو اکثر بڑا تعجب کرتے ہیں کہ یہود ایسے نافرمان کیونکر ہو گئے۔ بعض غصہ و غضب کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ خود ان کی بھی یہی حالت ہو رہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں کے باعث وہ یہودیوں سے بھی دو درجہ زیادہ غفلت و جمود کی حالت پر قایم ہو چکے ہیں۔

عجیب بدعت دین کے مسایل میں تو زیادتی یا کمی واقعی بدعت ہے اور ایسا کرنیوالا نہایت ذلیل اور نادان ہے لیکن ہمارے علماء کے گروہ نے تو فلسفہ یونان کے خلاف کہنا بھی باعث کفر قرار دیا ہے۔ طب کی بجائے ڈاکٹری کے علاج کو ارتداد ٹھیرایا ہے۔ نئے علوم ہیئت اور طبقات الارض کو منبع بدعات و مخرب ایمان ظاہر فرماتے ہیں۔ وائے برین حالت جمود جس فلسفہ طب ہیئت یا علم طبقات الارض کے خلاف بولنا کفر سمجھا گیا ہے۔ وہ قرآن شریف یا حدیث یا اقوال صحابہؓ سے اخذ نہ کیا گیا تھا۔ بلکہ وہ بھی تو کفار یونان کی خوشہ چینیوں کا ہی نتیجہ تھا۔ اور اگر کچھ نئی تحقیقات بھی تھی تو اس کا غلط ہونا بعید از امکان نہ تھا۔ اب کچھ ہوا بدلتی جاتی ہے۔ لوگ علوم جدیدہ سے فایدہ اٹھانے لگے ہیں۔ علماء نے بھی بدعتوں کی تقلید ہی کو مناسب سمجھکر خاموشی اختیار کر لی ہے لیکن ابھی بہت سے امور ہیں کہ جنکی طرف توجہ بہت کم ہے اور وہ پیشے اپنی مادی ترقی کے دوران میں تجارت و زراعت اور صنعت و حرفت کے ابواب میں ہزاروں فصلوں کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن ہم ابھی اسی بارہ ابتدائی کے ابجد خوان۔ کاش ہمارے تاجر ہمارے زمیندار ہمارے صناع ہمارے احباب حرفہ بھی خدا تعالیٰ کی تازہ بتازہ نعمتوں سے فایدہ اٹھاتے اور ہر میدان میں ان کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا۔ خوب سمجھ چھوڑ دو کہ یہ سب علوم تمہارے فایدہ کیلئے ہیں کلمۃ الحکمۃ ضالۃ المؤمن اخذھا حیث وجدھا حکمت کی بات مومن کا ہی گم شدہ مال ہے جہاں دیکھے لیلے۔ (حدیث) صحابہؓ حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ ہی میں تجارت کرتے کرتے مصر و چین تک پہونچ گئے تھے۔ ہم کیوں ابھی ہندوستان کے دایرہ میں مقید ہیں۔ اللھم انی اعوذبک من العجز والکسل۔

ایفاءِ عہد

ہم نے جو پراسپیکٹس میں لکھا تھا کہ انشاء اللہ تجارت زراعت و صنعت و حرفت کے متعلق مضامین لکھیں گے۔ اس کے لئے سامان مہیا کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ جب مہیا ہو جائیگا۔ یہ کام شروع کر دیا جائیگا۔ احباب تسلی رکھیں

سُود سود لینے۔ دینے والے۔ بلکہ سود کے کاغذات لکھنے والے اور اس کے گواہوں پر خدا کے پاک رسول نے لعنت کی ہے۔ اور جو سود سے باز نہ آئے اُسے قرآن مجید میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ مسلمانوں نے اس حکم کی پرواہ نہ کی۔ اور اس کا خمیازہ بھی بہت بری طرح اُٹھایا۔ اب تک کئی بھولے بھالے مسلمان سود خواروں کے قبضے میں ایسے پھنسے ہوئے ہیں کہ کوئی مفر و مخرج نہیں پاتے۔ ان کے ہوا خواہ بھی ان کے لئے بہت سی تدبیریں کر چکے ہیں۔ مگر جو خاندان ایک دفعہ گر چکے ہیں۔ وہ پنپنے میں نہیں آتے۔ اس کا علاج تو سود سے بچنا تو بہ ہی اور پچھلے قرضوں کا انتظام کر کے آیندہ کیلئے حتی الوسع سودی قرضہ لینے سے بچنا۔ میں نے دیکھا ہے کہ زمیندار معمولی تساہل سے بعض اوقات قرضہ اُٹھا لیتے ہیں اور پھر کئی سال تک ساہوکار سے اپنا پنڈ نہیں چھوڑا سکتے۔ تخم ریزی کیلئے غلہ کی ضرورت ہے۔ شاہ جی کے پاس حاضر ہوتے ہیں۔ دو من غلہ لیا تین من لکھوا آئے۔ اب فصل ہونے پر جو کچھ پیدا ہوا وہ لالہ جی کے حوالے کر دیا مگر اصل غلہ سر پر ہی ایک کاشتکار نے مجھے سنایا کہ میں نے **دو من غلہ** چار سال ہوئے لیا تھا مگر تا حال ساہوکار کا مطالبہ میرے ذمہ ہے۔ حالانکہ میں دو بھینس اور ایک گھوڑا اور کئی من غلہ دے چکا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ اگر تم اپنا کوئی جانور یا گھر کی کوئی چیز بیچکر اس ضرورت کو پورا کر لیتے اور ساہوکار کے پاس نہ جاتے تو نوبت یہاں تک کیوں پہونچتی

غرض میں اپنے احباب کو یہ مشورہ دونگا کہ وہ سودی قرضہ اُٹھانے سے قطعاً رک جائیں۔ اور اپنی سخت سے سخت ضرورت کے وقت بھی کسی ساہوکار کے پاس نہ جائیں۔ جب وہ اللہ کیلئے اور محض شریعت کے احکام کی نافرمانی سے بچنے کے لئے اپنی ضرورت کو قربان کر دیں گے اور اپنا نقصان جو بظاہر حالات نظر آتا ہے گوارا کر لیں گے۔ تو خدا تعالیٰ ان کو بہت برکتیں دیگا۔ وہ ایکبار تجربہ کر کے تو دیکھیں۔

حال میں خواجہ غلام الثقلین نے جو مسئلہ سود پر مضمون پیش کیا ہے۔ اس کے پڑھنے سے سود کے بدنتایج کا علم ہو سکتا ہے ان لوگوں کو خواہش تو یہ ہے کہ سود کی شرح گورنمنٹ کیطرف سے مقرر ہو جائے۔ مگر میرا مشورہ تو یہ ہے کہ مسلمان سود دیں ہی کیوں؟ وہ آپس میں ایک دوسرے پر اعتماد قایم کریں اور حسن معاملہ کا نمونہ دکھائیں جو اہل ثروت ہیں وہ دوسروں کے کام آئیں اور ثواب پائیں +

لطیفہ

مسلمانوں کے قسطنطنیہ فتح کرنیسے پہلے کا واقعہ ہے کہ وہاں ایک مسیحی مجلس میں شامل ہونے کیلئے ایک قاضی کو بلایا گیا۔ دربار لگا ہوا تھا۔ کل پادری بیٹھے ہوئے تھے قاضی صاحب بھی ایک طرف گوشہ نشین تھے کہ بغیر کسی پہلی تمہید کے ایک پادری نے قاضی صاحب سے متوجہ ہو کر کہا کہ "قاضی صاحب سنا ہے عایشہ (ام المومنین رضی اللہ عنہا) پر کچھ الزام لگا تھا۔ (اس تہمت کیطرف اشارہ کر کے جو بعض منافقین نے آپ پر لگائی تھی)۔

قاضی صاحب "(نہایت بے تکلفی سے) ہاں جناب سنا لکھا ہے" پادری صاحب "اس واقعہ کو ذرہ سمجھائیے تو سہی" قاضی صاحب "بات تو آسان ہے دنیا میں دو عورتیں ایسی گذری ہیں جنپر ایسے الزامات لگائے گئے ہیں۔ ایک حضرت مریم اور ایک حضرت عایشہ۔ ایک تو کنواری تھی اور اس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا۔ ایک بیاہی ہوئی تھی مگر پھر بھی اس کے ہاں کوئی اولاد نہ ہوئی" اس کا جواب خاموشی کے سوا کچھ نہ تھا۔ (افسوس ہے کہ حضرت مریم کا واقعہ موجود ہوتے ہوئے مسیحی حضرت عایشہؓ ام المومنین پر حملہ کرنے سے نہیں ڈرتے وہاں تو اعتراض کی وجہ ہے بھی اور یہاں کوئی نہیں۔ ان کو تو آسانی سے سمجھ میں آسکتا تھا کہ شریر لوگ عفت مآب عورتوں پر حملہ کر ہی دیا کرتے ہیں۔ یہودی اگر حضرت صدیقہ پر جھوٹا الزام لگا سکتے تھے تو کیا یہ بالکل قرین قیاس نہ تھا کہ مدینہ کے منافق انکی سنت پر عمل کرتے +

مُسلمان غیر مُسلم حکومت کے ماتحت کس طرح رہ سکتے ہیں؟

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

اگر کوئی عمدہ نمونہ دنیا میں ہے اور اگر کوئی شخص ایسا ہے کہ جسکی اقتدا ہم بغیر کسی سوال کے بغیر کسی خلش کے کرسکتے ہیں تو وہ ہمارے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ مقتدا میں جن باتوں کا پایا جانا ضروری ہے وہ نہ صرف آپ میں سب کی سب پائی جاتی ہیں بلکہ اس درجہ کمال کو پہونچی ہوئی ہیں کہ انکی مثال اور کسی انسان میں نہیں ملتی۔ پس عقلاً جیسا سکی اتباع میں ہوسکتا ہے اور کسی شخص کی اتباع میں نہیں ہو سکتا کیونکہ خطرہ ہے کہ اس نے کسی معاملہ میں غلطی کی ہو اور ہم اس غلطی کی پیروی کرکے ہلاک ہو جائیں۔ لیکن آپکی اتباع میں یہ خطرہ نہیں کیونکہ آپ تمام کمالات انسانی کے جامع ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کا ہر وقت حافظ و ناصر تھا۔ اور اس نے آپکی شان میں فرمایا ہے کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ تمہارے لئے رسول کریم کی زندگی میں ایک عمدہ نمونہ تھا۔ پس آپکی اتباع نہ صرف اس لحاظ سے ضروری ہے کہ آپ ایک پاک انسان تھے۔ بلکہ اس لحاظ سے بھی کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم آپکی اتباع کریں۔

ہندوستان میں موجودہ شورشوں اور سیاست کی طرف عام توجہ ہونیکے وقت اگر مسلمان اس اصل کو مد نظر رکھتے تو کبھی ذلیل نہ ہوتے بلکہ ضرور دوسرے لوگوں پر فوقیت لیجاتے اور بجائے اس فلت کے گڑھے کے ترقی کی کسی بلند چوٹی پر ہوتے مگر افسوس کہ نام نہاد لیڈروں نے بجائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے گریبالڈی اور اسی کی قماش کے اور لوگوں کی پیروی کی طرف مسلمانوں کو دعوت دی۔ اور یہ بھی بغیر سوچے سمجھے انکی آواز پر چل پڑے۔ کالذی استہوتہ الشیطین فی الارض حیران

دوسری طرف کچھ لوگ ایسے پیدا ہو گئے جنہوں نے خوشامد کو اپنا وطیرہ بنالیا اور حکام کی خوشنودی کے سوا انکا مقصد کچھ نہ تھا۔ دنیا تہ ہو جائے ملک ویران ہو جائے۔ قحط اور وبائیں ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو ہلاک کردیں۔ سینکڑوں قسم کی آفتیں غریب عایا پر پڑیں لیکن انہوں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے کہ ہم اس طرف توجہ نہیں کریں گے۔ اور صرف اپنے نفع سے کام رکھینگے۔ نہ انہوں نے عوام کی خبر لی۔ اور نہ حکام کو انکی حقیقی مشکلات سے آگاہ کیا۔ بجائے حق کی تڑپ اور سچائی کی طلب کے۔ سی آئی ڈی اور کے سی ایس آئی کے پیچھے پڑ گئے۔ اور خطابات حاصل کرنے کے سوا انکی کوئی غرض نہ تھی۔ دکھیا اور مصیبت میں پڑی ہوئی مخلوق انکی طرف ہاتھ بڑھاتی تھی لیکن وہ انہیں دھتکار دیتے اور صاف کہدیتے کہ تم خود کوشش کرکے آگے بڑھو۔ ہمیں کیا ضرورت ہے کہ تمہاری مدد کریں۔ اگر خدا چاہتا تو تمہیں بڑا بنادیتا۔ ہم تمہاری قسمتوں کو کیونکر بدل سکتے ہیں۔ و اذا قیل لھم انفقوا مما رزقکم اللہ قال الذین کفروا للذین امنوا انطعم من لو یشاء اللہ اطعمہ

یہ دونوں گروہ لوگوں کے دشمن تھے اور گورنمنٹ کے بھی بدخواہ دونوں نے رسول کریم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر دوسرے لوگوں کی اتباع کی اس لئے وہ حقیقی آرام کے سامان مہیا نہ کرسکے اور ملک میں بدامنی بڑھتی گئی۔ یہ میزنی اور گریبالڈی کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ نیپولین کی کیا حیثیت ہے کہ ان کا نام بھی آنحضرت صلعم کے سامنے لیا جائے۔ آپ کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر ان دنیا پرستوں اور مادہ کے فدائیوں کی طرز کو اختیار کرنا اور اس کا نام استفادہ عن الاسباب کہنا ایک خطرناک جرم تھا۔ جو بہت سے نادان مسلمانوں سے سرزد ہوا۔ اسی طرح آپکی جرات اور دلیری کو ترک کرکے منافقین کی خوشامد اور لجاجت کو اختیار کرنا بھی ایک مکروہ امر تھا۔ اور ایسے پاک انسان کے نمونہ کو چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کرنیوالا کبھی راہ پا ہی نہیں سکتا

وماذا بعد الحق الا الضلال۔

انگریز ہمارے ہم مذہب نہیں مسیحی ہیں مسیح کو خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں اسلام کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ پھر دنیاوی لحاظ سے ہمارے ملک کے نہیں غیر ہیں اور باہر سے آکر حکومت کرتے ہیں یہ سب درست ہے۔ لیکن کیا سب باشندگان ہند ہندوستان کے اصل باشندہ ہیں کیا اہل ہنود کا حق نہ ہوگا کہ وہ مسلمانوں کو ہندوستان سے اس جرم کی وجہ سے نکال دیں کہ وہ غیر ملکی ہیں۔ پھر کیا گونڈ اور بھیل اور اسی قسم کی چند اور قوموں کا حق نہ ہوگا۔ کہ وہ آرین نسل کے ہندوؤں سے التجا کریں کہ وہ اس ملک کو چھوڑ کر چلے جائیں۔ قومیں ادھر سے ادھر بھرتی ہیں اور کوئی قوم نہیں کہہ سکتی کہ میں ابد الآباد سے یہیں کی رہنے والی ہوں کیا مسلمانوں نے غیر ملکوں پر جا کر حکومت نہیں کی۔ غافل اور ظالم قومیں ہمیشہ ہلاک کردی جاتی ہیں اور انکی جگہ امن و امان قائم کرنیوالے لوگوں کو ملک ملجاتا ہے۔ واللہ یؤتی ملکہ من یشاء۔ اگر مسلمان اپنے حال پر قائم رہتے اور شرارتوں میں نہ پڑ جاتے اگر نیکی اور تقویٰ کو نہ چھوڑتے تو خدا انہیں یوں سزا ہی کیوں کرتا۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم ط

باقی رہا انگریزوں کا غیر مذہب ہونا۔ رسول کریم کے زمانہ میں صحابہؓ کو آپ نے حکم دیا تھا کہ وہ حبشہ کے مسیحی بادشاہ کے ماتحت جاکر رہیں خود آنحضرت کا بھی ارادہ تھا۔ کہ ہجرت کرکے جائیں آپ تیرہ سال بعثت کے بعد مشرکین کے ملک میں رہے اور ان کے قواعد کی پابندی کرتے تھے۔ پھر ہمارے لئے کیا مشکل تھا کہ ہم اس نمونہ کی موجودگی میں انگریزوں کے ماتحت زندگی گذارتے۔ صحابہؓ مسیحیوں کے ماتحت رہ سکتے ہیں۔ رسول کریم مشرکین کے ملک میں گذارہ کرسکتے ہیں۔ لیکن ہم مسیحیوں کی حکومت برداشت نہیں کرسکتے۔ حالانکہ روز پڑھتے ہیں کہ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ رسول اللہ کی زندگی کو دیکھو آپ کس امن کے ساتھ کفار کے ملک میں رہے اور آپ نے کبھی قوانین کی خلاف ورزی نہیں کی اور تیرہ سال پرامن زندگی گذاری۔ اور کوئی فساد آپ کی طرف سے نہیں ہوا۔ دارالندوہ کے شیاطین آپ کو سخت سے سخت دکھ بھی دیتے۔ امراء قریش آپ کے صحابہؓ کو مارنے لوٹنے اور ذلیل کرنے سے نہ چوکتے۔ لیکن آپ خاموشی سے اپنے ایام کو بسر کرتے رہے۔ اور قطعاً ان کو تلوار سے جواب نہ دیا۔

ممکن ہے کوئی نادان یہ کہہ دے کہ رسول کریم کے پاس اس وقت سامان نہ تھا۔ اس لئے آپ مقابلہ سے جی چراتے تھے مگر میں اس خیال کو نہایت گندہ اور رسول کریم کی ہتک سمجھتا ہوں۔ ایسا عظیم الشان انسان جس سے خدا تعالےٰ کے ایسے وعدے تھے جو دنیا و مافیہا کو غیرت دینی کے مقابلہ میں ہیچ سمجھتا تھا۔ اس کی نسبت یہ کہنا کہ وہ سامان کے نہ ہونے سے ڈرتا تھا۔ . . . .

. . اس لئے آرام سے مشرکین کے ملک میں رہتا تھا ورنہ اگر فوج ہوتی تو ضرور ان کا مقابلہ کرتا جھوٹ ہے کیونکہ رسول کریم اس طاقتور ہستی کی طرف سے مبعوث ہوئے تھے جسکے اختیار میں تھا کہ جس وقت چاہے دنیا کو ہلاک و برباد کردے ہمارے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہی تو ہیں جو غزوہ حنین میں تن تنہا دشمن کے لشکر میں یہ کہتے ہوئے گھس گئے تھے کہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب پھر دشمن نے ان کا کیا بگاڑ لیا۔ حضرت نوح کے ساتھ کونسی فوج تھی جس سے انہوں نے دشمنوں کو ہلاک کیا بس ایک فقرہ ہی تھا جو انہوں نے کہدیا کہ رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا جس پر خدا نے پکڑ کر سب منکرین کو نیست و نابود کردیا۔ اور ان کے نام و نشان مٹا دیئے۔ پھر کیا یہ طاقت خدا تعالیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نہیں دکھا سکتا تھا۔ آپ کے ساتھ تو خدا ہی تھے ہمیں تو یقین ہے کہ آپ کفار سے جنگ مناسب سمجھتے تو تن تنہا انہیں ذلیل کر دیتے کیونکہ نبی اور کفار کا مقابلہ ہی کیا ہے۔ وہ جنگ رسول اللہ نے

نہ ہوئی خدا سے ہوئی فانھم لا یکذبونک ولکن الظالمین بآیات اللہ یجحدون۔ اور خدا پر کون فتح پا سکتا ہے +

ہاں جب فتنہ وفساد بڑھا۔ تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالےٰ نے حکم دیا کہ ہجرت کر جائیں۔ یہی صورت مسلمانوں کے لئے جائز ہے یعنے وہ جس ملک میں رہیں امن سے رہیں۔ اور اگر زیادہ تنگ ہوں۔ تو بجائے فساد کے اس ملک سے چلے جائیں۔ رسول کریمؐ نے ایسا ہی کیا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تم نیک بنو۔ اور خدا سے تعلق پیدا کرو۔ تو خدا تمہارے لئے خود آرام کے سامان پیدا کردے گا۔ یا ایھا الذین آمنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا ویکفر عنکم سیاٰتکم ویغفر لکم واللہ ذو الفضل العظیم +

خطبہ جمعہ

۲۰- جون کو حضرت خلیفۃ المسیح نے خطبہ جمعہ۔ سورہ بقرہ کے آخری رکوع پر پڑھا +

فرمایا۔ اس سورۃ میں بہت سی باتیں خدا تعالےٰ نے لوگوں کو سنائی ہیں۔ پہلے یہ بتایا کہ یہ کتاب تمہارے لئے ہلاکت نہیں بلکہ ہدایت ہے ایمان لاؤ۔ نمازیں ٹھیک کرو۔ اللہ کی راہ میں دو۔ منافق نہ بنو۔ خدا کے تم پر بہت احسان ہیں۔ اگر وہ ناراض ہوگا۔ تو پھر تمہارا نہ کوئی سفارشی ہوگا نہ ناصر و مددگار۔ نہ جرمانہ دیکر چھوٹ سکوگے۔ پھر فرماتا ہے۔ بہت سے لوگ ہیں۔ جن پر ہم انعام کرتے ہیں مگر وہ اپنی بدعملیوں کی وجہ سے اپنے آپ کو بارگاہ ایزدی سے بہت دور لیجاتے ہیں۔ یہ بیان کرکے ایک اور گروہ کا ذکر کیا۔ جو اللہ تعالےٰ کا فرمانبردار ہے۔ اس ضمن میں جناب الٰہی نے فرمایا کہ تم متوجہ الی اللہ ہو کر یکجہتی حاصل کرو۔ پھر حج کے احکام روزے کے احکام گھر کے معاملات کے متعلق ضروری مسئلے بتاتے ہوئے صدقہ وخیرات کی طرف متوجہ کیا۔ لین دین کے مسائل بیان کئے بیاج اور سود سے منع کیا پھر فرمایا تم سمجھتے بھی ہو زمین و آسمان میں ہماری سلطنت ہے تم ہماری شریعت کی خلاف ورزی کرکے سکھ نہیں پا سکتے۔ دیکھو ہم جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اُسے خوب جانتے ہیں اور اس کا حساب تم سے لینگے بہت سے لوگ ہیں جنکو ذرہ بھی ملجائے وہ تیس مار خان بن بیٹھتے ہیں۔ ان کو واضح رہے کہ حساب ہوگا اور ضرور ہوگا

ذرا تم اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر دیکھو؟ کہ ۱۸ برس کے بعد ہی سے ہی۔ آجتک اپنے نفس کے عیش و آرام کے لئے کس قدر کوشش کی ہے۔ اور اپنی بیوی بچوں کیلئے کیسی کیسی مصائب جھیلی ہیں۔ اور خدا کو کہاں تک راضی کیا۔ سوچو اپنے ذاتی و دنیاوی مقاصد کے حصول کیلئے کتنی کوششیں کرتے ہو اور اس کے مقابلہ میں الٰہی احکام کی نگہداشت کس حد تک کرتے ہو (ایک مخلص لڑکا پنکھا کر رہا تھا اسے فرمایا کہ چھوڑ دو۔ اس طرح سننے میں حرج ہوتا ہے۔ ایسی باتوں کا مجھے خیال تک نہیں ہوتا۔ اور میں بارہا کہہ چکا ہوں کہ خدا کے فضل سے تمہارے سلام کا تمہاری نذر و نیاز کا تمہاری تعظیم کا ہرگز محتاج نہیں۔ میری تو یہ حالت ہے کہ میں جمعہ کیلئے نہا رہا تھا نفس کا محاسبہ کرنے لگا اور اس خیال میں ایسا محو ہوا۔ کہ بہت وقت گذر گیا۔ آخر میری بیوی نے مجھے آواز دی کہ نماز کا وقت تنگ ہوتا جاتا ہے۔ وقت کا یہ حال اور ہم ہیں کہ ننگ دھڑنگ بیٹھے۔ للہ ما فی السموات وما فی الارض وان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوہ یحاسبکم بہ اللہ۔ کا مطالعہ کر رہے ہیں اگر میری بیوی مجھے یاد نہ دلاتی تو ممکن تھا اسی حالت میں شام ہو جاتی) غرض تم لوگ یاد رکھو کہ اللہ تعالےٰ تمہارے دلوں کی باتیں جانتا ہے اور ایک دن تمہارا احساب ہوگا۔ خود حساب دینا ہی ایک خطرناک معاملہ ہے پاس کرنا اور ناکام رہنا تو دوسری بات ہے جو تقوی کی راہ پر چلا اسے بخش دیگا۔ اور جو گمراہ ہیں انکو عذاب ہوگا۔ ہمارا رسول اور دوسرے مومن تو اس طریق پر چلتے ہیں کہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں فرشتوں کی نیک تحریکیں مانتے ہیں۔ اور تفرقہ نہیں کرتے یعنے یوں نہیں کہ کسی کو مان لیا۔ اور کسی کو نہ مانا پھر انکی گفتار انکی کردار سے کیا نکلتا ہے؟ (قالوا کے معنے بتایا زبان سے یا اپنے کاموں سے) سمعنا واطعنا۔ یعنی ثابت کرتے ہیں نہ صرف وہ اپنی زبان بلکہ اپنے اعمال سے دکھاتے ہیں۔ کہ باتیں سنیں اور ہم فرمانبردار ہیں۔ تیری مغفرت طلب کرتے ہیں۔ تیرے حضور ہم نے جانا ہے۔ اے مولا تو ہی ہمیں طاقت عطا فرما۔ اور ہمارے نسیان و خطا کا مواخذہ نہ کر ہم پر وہ بوجھ نہ رکھ جو ہم سے برداشت نہ ہوسکے یہ دعا مومنوں کی ہے تم بھی مانگا کرو۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے گا۔ ہر وقت جناب الٰہی سے مغفرت طلب کرتے رہو۔ اور اسی کو اپنا والی اور ناصر جانو۔ بعض آدمی ایسے ہیں کہ انکو سمجھانے والے کے سمجھانے کی برداشت نہیں۔ وہ اپنے خیالات کے اندر ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ کسی کی پروا نہیں کرتے۔ اسی قسم کی بے پرواہی و تکبر کا نتیجہ ہے کہ کفار نے تمہاری سلطنتیں لے لیں۔ اگر تم پورے طور سے خدا کی بادشاہت اپنے اوپر مان لیتے اور مومن بنتے۔ تو کفار کے قبضہ میں نہ آتے۔ اللہ بڑا بے پرواہ ہے۔ اُسے فرمانبرداری پسند ہے۔ خدا تعالےٰ آسودگی بخشے تو متکبر نہ ہو۔ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ نیک سلوک نہیں کرتے حالانکہ ان کے اپنے گھروں میں بیٹیاں ہیں۔ جو دوسرے گھروں میں جانے والی ہیں جو سلوک تم نہیں چاہتے کہ ہم سے ہو وہ غیروں سے کیوں کرو۔ اپنے نفس کا محاسبہ کرتے رہو۔ اور خدا کے فرمانبردار بننے کی کوشش کرو۔ اللہ تمہیں توفیق بخشے +

قسطنطنیہ کی حالت

ملک شام عرب اور ارمینیا میں حالت نازک ہے ترکی صوبہ قونیہ میں اسقدر گڑبڑ ہے کہ گورنر گھر سے باہر نکلنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ کمیٹی اتحاد و ترقی کا سابق سکرٹری ایوب صبری بے جو سرویوں کے ہاتھ میں اسیر ہوگیا تھا۔ اس شرط پر رہائی پاکر آیا ہے کہ البانیہ کی عارضی حکومت سے پرخاش رکھنے کو اپنا دستور العمل بنائے۔ اس انجمن کے سرکردگان کی ایک خفیہ مجلس قائم ہوئی ہے اور اس میں ملک عرب کی اصلاح کے معاملہ پر غور کیا گیا۔ چند ممبروں نے یہ رائے دی کہ عربوں کے مطالبات پورے کردینے چاہئیں ورنہ وہ برسر جنگ ہونگے اور پھر ہوگا جو کچھ ہوگا۔ محمود شوکت پاشا نے اپنے قتل سے پہلے شیخ الاسلام اسعد آفندی کے ساتھ سلطان عبد الحمید خان سے ملاقات کی۔ اور انہیں اس بات پر مجبور کیا کہ وہ اپنی تمام جائداد غیر منقولہ حکومت عثمانیہ کے حوالے کردیں۔ یہ تو انھوں نے نامنظور کیا۔ مگر ڈرا دھمکا کر ان سے ایک لاکھ ساٹھ ہزار ترکی پونڈ کے چک پر دستخط کرالئے گئے +

پنجاب یونیورسٹی کے امتحان انگریزی ایم اے میں صرف ۱۲ پاس ہوئے۔ جن میں سے دو مسلمان ہیں۔ ۲ لفٹنٹ گورنر پنجاب اگلی برسات میں سارے پنجاب کا دورہ فرمائینگے +

الہ آباد یونیورسٹی کے امتحان انٹرنس میں ناکامیاب طلباء کی تعداد ۴۶ فیصدی سے زیادہ ہے اور پنجاب یونیورسٹی میں ۶۰ فیصدی ہے جو قابل افسوس ہے۔ صاحبزادہ آفتاب احمد صاحب نے ایک پروانشل ایجوکیشنل کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کی ہے جس سے ان نقصوں کی اصلاح ہو +

بحکم لفٹنٹ گورنر بہادر پنجاب ضلع منٹگمری کے بعض مواضعات میں باشندوں کی بدچلنی کی وجہ سے عرصہ دو سال کے لئے تعزیری پولیس قائم کی گئی +

مبارک

اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اپنے بندوں پر ہمیشہ فضل کرتا ہے اور مصیبت اور مشکل میں ان کا ساتھ دیتا ہے ایک دریدہ دہن نے جب حضرت مسیح موعود پر اعتراض کیا کہ آپ بڑے معجزات کے مدعی ہیں آپکے پاس آپکے نہایت مخلص مولوی نورالدین (خلیفۃ المسیح) صاحب بیٹھے ہیں اور ان کے بیٹے مر جاتے ہیں۔ کیوں نہیں ان کے اولاد ہو جاتی۔ اس اعتراض سے جو درد حضرت کو پہنچا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدیم سنت سے کام لیکر اپنے بندے پر سے اعتراض رفع کرنیکے لئے اطلاع دی کہ حضرت مولوی صاحب کے ایک لڑکا ہوگا جو زندہ رہے گا اور اسکے جسم پر پھوڑے ہونگے! چنانچہ حضرت مولوی صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام عبدالحی رکھا گیا۔ اور اسکے جسم پر پھنسیاں بھی نکلیں اور اس طرح اللہ تعالیٰ کا کلام پورا ہوا۔ اور اس کے مسیح کی تصدیق ہوئی۔ عزیزم عبدالحی خدا کا ایک نشان ہے اور اسکی زندگی کا ایک ایک سال بلکہ اسکی حیات کی ایک ایک گھڑی منکرین مسیح کیلئے مسکت ہے اور خدا کی قدرت پر دلالت کرتی ہے۔ اس موقعہ پر اس واقعہ کے دُھرانے کی اس لئے ضرورت پیش آئی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے عزیزم عبدالحی اب چودہ ۱۴ سال کے ہو گئے ہیں اور اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہ موقعہ دیا ہے کہ آج بتاریخ ۲۱ - جون انکی شادی جناب مولوی سیّد سرور شاہ صاحب کی لڑکی فاطمہ سے بخیر و خوبی انجام پائی ہے خطبہ خود حضرت خلیفۃ المسیح نے پڑھا۔ مہر دو ہزار روپیہ مقرر ہوا۔ یہ شادی بھی اللہ تعالےٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عزیزم عبدالحی کو بلوغ کی عمر تک پہنچایا۔ خدا کرے یہ شادی بڑی بڑی برکتوں کا موجب ہو اور اس تعلّق کا نتیجہ حضرت خلیفۃ المسیح خود میاں بیوی اور ساری قوم کیلئے مفید ہو۔ میں اس موقعہ پر تمام ناظرین سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خلوص دل سے اس شادی کے مبارک ہونے کے لئے خدا تعالےٰ کے حضور میں دُعا کریں۔ والاجر من اللہ +

محمود احمد